امام زمانہؑ کی منتظر
خواتین کا کردار
الٰھی عجل لولیک الفرج
مؤلف
سید محمد حسن عابدی

امام زمانہ (عج) کی منتظر خواتین کا کردار

مؤلف

سید محمد حسن عابدی

(سید محمد حسن عابدی کی تالیف شدہ کتابوں کا مجموعہ)

۱۔تفسیر سورہ قیامت (چھپ چکی ہے) ۲۔تفسیر سورہ عنکبوت (چھپ چکی ہے)

۳۔تفسیر سورہ واقعہ (چھپ چکی ہے)

۴۔امام زمانہ(عج) کی منتظر خواتین کا کردار (چھپ چکی ہے) ۵۔انسانی زندگی میں شیطان کا کردار (چھپ چکی ہے) ۶۔حقوق اقربا (چھپ چکی ہے)

۷۔شہنشاہ خراسان (چھپنے والی ہے) ۸۔آفتاب قم (چھپنے والی ہے)

۹۔علیؑ کی شخصیتِ تفسیری (فارسی پایان نامہ (چھپ چکا ہے) ۱۰۔تفسیر سورہ حشر (جاری ہے)

۱۱۔انبیاء کی سیرۂ عملی (جاری ہے) ۱۲۔آئمّہ علیھم السلام کی سیرۂ عملی (جاری ہے)

(سید محمد حسن عابدی کی ترجمہ شدہ کتابوں کا مجموعہ)

۱۔عالمانہ مناظرے (چھپ چکی ہے) ۲۔انوار قرآنی (چھپ چکی ہے)

۳۔قیامت کے دس مرحلے (چھپ چکی ہے) ۴۔صدقہ کی برکت (چھپ چکی ہے)

۶۔قرآن میں تذکرۂ آل اطہار علیھم السلام (چھپ چکی ہے)

۵۔صراط مستقیم کی شناخت (چھپ چکی ہے) ۷۔شیر خدا کے فیصلے (چھپ رہی ہے

) ۸۔خواتین کے احکام (چھپ رہی ہے) ۹۔آفتاب زمانہ (چھپ رہی ہے)

۱۰۔علوم قرآنی (چھپ رہی ہے) ۱۱۔عروۃ الوثقیٰ (جاری ہے) ۱۲۔قرآن کریم (جاری ہے)

۱۳۔قاموس قرآن (جاری ہے)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فہرست مطالب

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے خلقت بشر کے آغاز میں حضرت آدمؑ کی خلقت کے فوراً بعد ہی ضرورتِ نسواں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے حضرتِ حواؑ کو خلق کیا تا کہ انسانی معاشرہ مرد و عورت دونوں سے مل کر تشکیل پا سکے اِسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قرآنِ مجید میں یوں ارشاد ہوا: ﴿یاایّھا النّا س اِنّا خلقنا کم من ذکر و اُنثیٰ و جعلنا کم شعوباو قبا ئل لتعارفوا..﴾(سورہ حجرات آیت ۱۳)

یعنی ''اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے خلق کیا اور تم کو قوم و قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم لوگ پہچانے جاؤ''. پھر اسی آیت میں آگے بڑھ کر انسانوں کے درمیان معیارِ شرافت کو یوں ذکر کیا: ﴿انّ اکرمکم عنداللہ اتقکم﴾ یعنی: بیشک تم میں سے اللہ کے نزدیک وہی مقرّب ہے جو پرہیزگار ہے.

اللہ تعالیٰ نے مرد کی خلقت کے بعد عورت کی خلقت سے کائنات میں ایک نئی رونق بخشی ہے کیونکہ عورت اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جمالیہ اور رحمتِ اِلٰہی کا مظہر ہے اسی لئے سورہ روم میں خدا نے اپنی قدرت کی عظیم نشانیوں کو پہچنواتے ہوئے جب عورت کا ذکر کیا تو یوں ارشاد فرمایا:

﴿ ومن ایٰتہ ان خلق لکم ازواجکم لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودّۃ ورحمۃ انّ فی ذٰلک لاٰیات لقوم یتفکّرون﴾(سورہ روم آیہ ۲۱)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے جوڑے بنائے تا کہ تم اس سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت و رحمت قرار دی بیشک ان چیزوں میں فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہے۔

جبکہ جاہلانہ ماحول نے عورتوں کو صرف اپنی خواہشات کا ذریعہ بنائے رکھا اور کبھی اِسے وسیلہء

ذلت ورسوائی سمجھ کر زندہ درگور کیا گیا یہ اسلام تھا جس نے عورت کو مقام ومنزلت بخشی اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس الٰہی مخلوق نے بشریّت کی تربیّت اور ہدایت کا عہدہ اپنے ذمّہ لیا کیونکہ اولاد کی تربیّت میں صبر واستقامت اور محبت واُلفت کا بہترین کردار ادا کرنے والی عورت کی شخصیت ہے لہٰذا اگر اس الٰہی مخلوق کی اہمیّت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس کی صحیح تربیت کی جائے تو نہ یہ کہ وہ خود پاک دامنی کی زندگی گزار سکتی ہے بلکہ مردوں کو بھی شیطانی وسوسوں اور فساد و بدبختی کی راہ سے نکال کر کمالِ انسانی اور خوش بختی کے مقام تلک پہچا سکتی ہے جیسا کہ امام جعفر صادقؑ کا ارشادِ گرامی ہے: '' المرأ ۃ الصّالحۃ خیرٌ من الف رجل غیر صالح ' (وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۲۴) یعنی: ''ایک نیک وصالح عورت ہزار غیر صالح مردوں سے بہتر ہے''۔

اِسی لئے قرآنِ مجید میں اگر مردوں کے وظائف بتائے گئے تو وہاں عورتوں کے وظائف کے بارے میں بھی یوں ارشاد ہوا: ﴿ قل للمئومنات یغضضن من ابصار ھنّ و یحفظن فروجھنّ و لا یبدین زینتھنّ ﴾ (سورہ نور آیہ ۳۱)

یعنی ''اے نبی! آپ مئومنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھا کریں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو (نامحرموں کے سامنے) ظاہر نہ کریں''۔

پیغمبر اسلام (ﷺ) کا بھی ارشادِ گرامی ہے کہ: '' دو قسم کے لوگ جہنّم کی آگ میں جلائے جائیں گے ایک اُن لوگوں کا گروہ ہوگا جو دوسرے لوگوں پر ظلم وستم کرتے ہوں گے دوسرا اُن خواتین کا گروہ ہوگا جو نازک لباس پہن کر اور سر وصورت کو کھول کر نامحرموں کی محفلوں میں شرکت کیا کرتی ہوں گی یہ دونوں لوگ حتّٰی جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گے (بحار ج ۷۱ ص ۳۳۷)

لہٰذا جو خواتین خدا کی نعمتوں پر اس کا شکر اُسکی اطاعت اور اُسکے رسول کی اطاعت کے ذریعے سے ادا کرنا چاہتی ہیں اُنہیں چاہیّے کہ اپنے امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی غیبت میں اُنکی

اطاعت کے ساتھ ساتھ دوسری خواتین کو بھی اُنکے وظائفِ شرعیّہ یاد دلاتی رہیں تاکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو باقی رکھتے ہوئے اپنے اِمامِ وقت کے ظہور کی راہ کو ہموار کرسکیں اور اُن کے ظہور کے وقت اُنکی نُصرت کا شرف حاصل کرسکیں.آخر میں اس کتاب کو اپنے زمانے کے امام کی بارگاہ میں اِس دُعا کے ساتھ ہدیہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے امامِ زمانہ(عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی صحیح معرفت حاصل کرنے اور انکی صحیح پیروی کرتے ہوئے اِخلاصِ عمل کے ساتھ اپنے اِمام کی خدمت میں پہنچ کر اُنکی نُصرت کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثمّ آمین)

الاحقر الفانی

سید محمد حسن عابدی

تاریخِ بشریت میں خواتین کا کردار

اسلام سے پہلے کے لوگوں کا خواتین اور لڑکیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کسی پر بھی پوشیدہ نہیں ہے جب عورت کو ایک بے اہمیت چیز سمجھتے ہوئے لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا اور عورتوں کا اپنا کوئی بھی ارادہ و اختیار نہیں ہوا کرتا تھا حتّیٰ اُن کی آبرومندانہ زندگی گزانے کی اُمّیدیں بھی ٹوٹ چکی تھیں ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبرِ اسلام ﷺ کو اپنی جانب سے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا جھنوں نے ٹوٹے دلوں کو نئی اُمّیدیں بخشیں اور اپنی گفتار و رفتار سے زمانہء جاہلیّت میں خواتین کی پائمال ہونے والی شخصیت کو لوٹانے کی پوری کوشش کی لھذا تاریخ اسلام میں خواتین کا اپنے مردوں کے شانہ بشانہ طرح طرح کی فداکاریوں کا انجام دینا یہ سب پیغمبرِ اسلام ﷺ اور اُنکے بعد آئمہ طاہرین علیہم السلام کی زحمتوں کا ثمر ہے جس میں سب سے پہلی مثال ہمیں حضرتِ خدیجہؑ کی ملتی ہے جو کہ خواتین میں سب سے پہلے پیغمبرِ اسلام ﷺ پر اِیمان لائیں اور اپنی تمام ثروت کو اِسلام کی راہ میں خرچ کر دیا اُنکے بعد دوسری مثال حضرتِ فاطمہ الزہراء (س) کی ملتی ہے جنھوں نے اِسلام اور اِمامت کے دفاع میں جامِ شہادت نوش کیا۔

شیخ طوسی: اپنی کتابِ رجال کے بابُ النساء میں اُن سرکردہ خواتین کے اسماء کو روایاتِ معصومین علیہم السلام کے تحت ذکر کرتے ہیں جن کا تاریخِ اِسلام میں عظیم کردار رہا ہے جن کی تعداد ساٹھ تک ذکر کی گئی ہے جو اسلامی جنگوں میں مجروحین کا مداوا اور بیماروں کی سرپرستی اور پانی و غذا کے پہچانے اور دوسرے جنگی اُمور میں مردوں کی مدد کیا کرتی تھیں، ہم یہاں پر اِختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اُن میں سے صرف چند مجاہد اور فداکار خواتین کے نام ذکر کریں گے، ۱۔ نسیبہ بنتِ کعب ۲۔ اُمّ عطیّہ ۳۔ اُمّ ابیہ ۴۔ اُمّ ایمن ۵۔ حمنہ بنت جحش ۶۔ ربیع بنت معوذ ۷۔ اُمّ زیاد ۸۔ لیلیٰ غفّاریہ ۹۔ اُمّ سلیم ۱۰۔ معاذہ غفاریہ ۱۱۔ اُمّ سنان اسلمہ

وغیرہ وغیرہ حضرت علی علیہ السلام کے دور میں بھی مومنہ خواتین کا کردار حفظِ اِسلام کے سلسلے میں قابلِ ستائش ہے جنھوں نے اسلامی پیشوا کے دفاع کو اپنا دینی وظیفہ سمجھتے ہوئے انجام دیا جب حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں نے چاہا کہ حضرت کو قتل کر دیں اور یہ خبر جیسے ہی اسماء بنت عمیس تک پہنچی تو اُنھوں نے فوراً اپنی کنیز کے ذریعہ حضرت علی علیہ السلام تک یہ اِطلاع بھجوادی۔ (احتجاج طبرسیؒ ۱/۱۱۷، بیت الاحزان ص۱۳۲.)

اِسی طرح اُمّ سلمہ زوجہء نبی اکرمﷺ نے بارہا حضرت علی علیہ السلام کا دفاع کرنے کے لئے عائشہ اور طلحہ و زبیر کو حضرت علیؑ کے خلاف قیام کرنے سے روکا، مگر پھر بھی وہ لوگ باز نہ آئے۔ (الجمل ''شیخ مفیدؒ''، ص۱۲۴)

عبداللہ بن عبّاس کی مادرِ گرامی بھی اُن باتقوا خواتین میں سے ہیں جنھوں نے اپنے قبیلہء جھینہ کے ایک شخص کے ذریعے حضرت علی علیہ السلام تک یہ خبر بھجوائی کہ طلحہ وزبیر آپ پر خروج کرتے ہوئے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں اسی طرح جنگِ صفّین میں جب خوارج نے حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ چھوڑنا چاہا تو خواتین کا حضرت علی علیہ السلام کی حمایت میں اور معاویہ کے خلاف لوگوں کو اُبھارنے اور غیرت دلانے اور دشمن کے درمیان کی خبریں حضرت علی علیہ السلام تک پہنچانے میں خواتین کا عظیم کردار رہا ہے۔

قرآن میں خواتین کا کردار

قرآنِ مجید میں مجموعی طور پر تقریباً (۱۸) خواتین کا ذکر ملتا ہے جن میں سے بعض کے اَسماء کو تصریحاً ذکر کیا گیا ہے اور بعض کے اَسماء کو ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ صرف کنایہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور کردار و رفتار کے لحاظ سے جب ہم خواتین کے ذکر کو قرآن میں ملاحظہ کرتے ہیں تو ہمیں تین طرح کی خواتین کا ذکر اہمیت کے ساتھ نظر آتا ہے۔

(الف): اچھی خواتین کا ذکر

(ب): بُری خواتین کا ذکر

(ج): اُن خواتین کا ذکر جو زندگی کے کسی موڑ پر خطا کی مرتکب ہوئیں مگر پھر انھوں نے اپنی اصلاح کر لی

(الف) اچھی خواتین کا ذکر:

اِن میں سے بعض کے اَسماء کا ذکر تصریحاً ہوا ہے اور بعض کا ذکر کنایہ کے طور پر ہوا ہے، مجموعی طور پر وہ اچھے کردار والی خواتین جن کا قرآن میں ذکر ہوا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرتِ مریم اور اُنکی ماں کا ذکر: جو کہ مندرجہ ذیل آیات میں ہوا ہے، مثلاً: سورہ آلِ عمران کی آیات نمبر: (۳۵، ۳۶، ۳۷، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۴۷) میں اور سورہ مریم کی آیات نمبر: (۱۶، ۲۱، ۲۲، ۲۶، ۲۷، ۲۹) میں کیا گیا ہے۔

۲۔ آسیہ زوجہ فرعون کا ذکر: جو کہ سورہ قصص کی آیت ۹ اور سورہ تحریم کی آیت نمبر ۱۱ میں ہوا ہے۔

۳۔ ہاجرہ کا ذکر: سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۷ میں ہوا ہے۔

۴۔ سارہ کا ذکر: سورہ ہود کی آیت ۶۹ سے لیکر آیت ۷۳ تک میں ہوا اور سورہ اِبراہیم کی آیت نمبر ۳۹ میں ہوا ہے۔

۵۔حضرتِ موسیٰؑ کی ماں اور بہن کا ذکر: سورہ قصص کی آیات نمبر: (۷،۱۰،۱۱،۱۲،۱۳) میں ہوا۔

۶۔حضرتِ شعیبؑ کی بیٹیوں کا ذکر: سورہ قصص کی آیات نمبر: (۲۳،۲۴،۲۵،۲۶،۲۷،۲۹،۳۰) میں ہوا ہے۔

۷۔ملکہ سبا بلقیس کا ذکر: سورہ نمل آیت ۲۰ سے ۴۶ تک میں ہوا

ہم یہاں پر اختصاراً مذکورہ اَچھی خواتین میں سے صرف دو خواتین کی مثالوں کو ذکر کریں گے، جنہیں قرآن نے بھی بڑی اہمیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۱۔آسیہ زوجہ فرعون کی مثال: جن کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿ ضرب الله مثلاً للّذین اٰمنوا اِمراۃ فرعون اِذ قا لت ربّ اِبنِ لِی عند ک بیتاً فی الجنّة و نجّنی مِن فر عون وعمله و نجّنی من القو م الظا لمین﴾ (سورۂ تحریم آیہ ۱۱)

ترجمہ: ''اللہ نے صاحبان ایمان کے لئے فرعون کی زوجہ (آسیہ) کی مثال بیان کی ہے جب اُس نے دُعا کی کہ'' اے میرے پروردگار میرے لئے اپنی بہشت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اُسکی کارستانیوں سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے۔

۲۔مریم بنت عمران کی مثال: جن کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿ و مریم ابنت عمران الّتی احصنت فرجھافنفخنا فیه من رو حنا و صدّقت بکلمٰتِ ربّھا و کتبه و کا نت من القٰنتین ﴾ (سورۂ تحریم آیہ ۱۲)

ترجمہ: ''مریم بنتِ عمران نے اپنی عفّت کو محفوظ رکّھا تو ہم نے اُس میں اپنی روح کو پھونکا اور اُس کی تصدیق کی اور وہ فرمابردار تھی''۔

نکتہ: قرآنِ مجید میں عورتوں کے بارے میں اس طرح کی تعبیرات اُنکے عظیم کردار اور مقام و منزلت پر دلالت کرتی ہیں۔

کیوں نہ ہو یہ خواتین ہی تھیں جھنوں نے اِبتدائے اسلام سے لے کر جنگ صفّین اور کربلا جیسے عظیم واقعات میں اپنا عظیم کردار پیش کیا ہے لہٰذا اب اُسی طرح کی خواتین کی ضرورت ہے جنہیں انقلابِ امامِ زمان (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) میں بڑی بڑی قدرتوں سے مقابلہ کرنا ہے۔

(ب) بُری خواتین کا ذکر: اِن خواتین میں سرِ فہرست زوجہٗ ابولہب، زوجہ حضرتِ نوحؑ اور زوجہ حضرتِ لوط کا ذکر ملتا ہے۔

ا۔ زوجہ ابولہب کا ذکر: جس کا نام اُمّ جمیل تھا اور ابوسفیان کی بہن تھی جس کا کام ہی صرف یہ تھا کہ پیغمبر اِسلام ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی اور کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی اور آنحضرتؐ کو بُرا بھلا کہا کرتی تھی کیونکہ اُسکے شوہر ابولہب کا بھی آنحضرتؐ سے دشمنی کے نتیجہ میں یہی کام تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ابولہب اور اُسکی زوجہ کی مذمّت میں پورا ایک ا سورۂ بنامِ سورہ لہب نازل کر دیا۔

۲۔ زوجہ حضرتِ نوحؑ و زوجہ حضرتِ لوطؑ کا ذکر: اِن دونوں کے بارے میں یوں ارشاد ہوتا ہے: ﴿

ضرب اللہ مثلاً للّذین کفروا اِمراۃ نوحٍ واِمراۃ لوطٍ کا نتا تحت عبدین من عبادنا صا لحین فخا نتا ھما فلم یغنیا عنھما شیئاً و قیل اد خلا النار مع الدّاخلین ﴾(سورہ تحریم آیت ۱۰.)

ترجمہ:" خدا نے کُفر اختیار کرنے والوں کے لئے زوجہ نوحؑ اور زوجہ لوطؑ کی مثالیں بیان کی ہیں کہ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں لیکن اُنھوں نے اپنے شوہروں کے ساتھ خیانت کی جسکے نتیجہ میں اُنہیں نبیوں کی زوجیت کے باوجود بارگاہِ پروردگار میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا اور اُن سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی جہنّم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہوجاؤ"۔

پہلانکتہ: اِمام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ کیا پیغمبروں کی ازواج کے بارے میں ممکن ہے کہ وہ خیانت کریں جیسا کے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے؟ اِمام نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اُنکی خیانت سے مُراد یہ ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے لئے اچھی زوجائیں نہیں تھیں، کیوں کہ وہ گھر کے اسرار کو باہر جا کر اپنی قوم والوں سے ذکر کیا کرتیں تھیں اسی لئے اُنھیں خیانت کار کہا گیا ہے۔

دوسرا نکتہ: پیغمبر اسلامﷺ کی بعض ازواج کی بھی بعض خیانتوں کی طرف قرآنِ مجید میں اشارات ہوئے ہیں جنہیں سورۂ تحریم کی آیت ا سے ۵ تک میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے اور تاریخ اسلام بھی اِسکی گواہی دیتی نظر آتی ہے۔ (زن در قرآن ص ۲۸)

(ج) تیسرے قسم کی خواتین: اِس بارے میں ہمیں سرِ فہرست داستانِ زلیخا قرآن میں تفصیل سے ملتی ہے جس کا ذکر سورہ یوسف کی آیات: (۳، ۲۱، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۸، ۳۰، ۳۱، ۲۳، ۳۳، ۵۱) میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

غیبتِ صغریٰ میں خواتین کا کردار

غیبتِ صغریٰ کے سخت ترین دور میں جب ۲۶۰ سال کے بعد شیعوں کو ایک بہت بڑے اِمتحان کا سامنا غیبت امام کی صورت میں کرنا پڑا ایسے دور میں بھی ایک خاتون جو کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدۂ گرامی تھیں اور شیعوں کی پناگاہ کے عنوان سے معروف تھیں اگر چہ امام ہادی اور امام عسکری علیہما السلام دونوں نے پہلے سے آخری امام کی غیبت کی راہ ہموار کر رکھی تھی اور اپنے موردِ اعتماد اشخاص مثلاً: عثمان بن سعید عمری اور اُنکے بیٹے محمد بن عثمان کو وکیل کے عنوان سے شناخت کروا چکے تھے جیسا کہ حکیمہ خاتون جو کہ امام جواد علیہ السلام کی بیٹی تھیں اُن سے نقل ہے کہ امام عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد دوسال تک تمام کام امام عسکریؑ کی والدۂ گرامی ہی کے ذریعے انجام پاتے رہے لیکن وہ سب کام بھی امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے حکم سے ہی انجام پائے۔

شیخ صدوق احمد بن ابراہیم سے نقل کرتے ہیں کہ جب میں سن ۲۶۲ ہجری کو حکیمہ خاتون کی خدمت میں حاضر ہوا اور پشت پردہ اُن سے گُفتگو کی اور اُن سے آئمّۂ طاہرین علیہم السلام کی ولایت کے بارے میں سوال کیا تو اُنھوں نے اوّل سے ہر امام کو شمار کرتے ہوئے آخر میں امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کا بھی نام لیا اور جب میں نے اُن سے اُس آخری امام کے بارے میں سوال کیا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ پردۂ غیب میں ہیں میں نے کہا کہ پھر شیعہ کس کی طرف رجوع کریں تو اُنھوں نے کہا کہ امام عسکریؑ کی والدۂ گرامی کی طرف کیوں کہ خود امام عسکریؑ نے اس بات کا حکم دیا ہے جس طرح امام حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام زین العابدین علیہ السلام کی جان کے تحفّظ کی خاطر اپنی بہن کو وصیت کی تھی تاکہ کچھ مُدّت تک جو بھی پیغام امامِ زین العابدین علیہ السلام کی طرف سے آئے اُسکی نسبت حضرتِ زینب (س) کی طرف دی جا

ئے تا کہ امامت محفوظ رہ سکے، (کمال الدین ۲/ ۵۰۷، الغیبۃ "شیخ طوسی" ص ۱۳۸)

لہٰذا یہ امتیاز اِمامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی جدّہ کے لیے بھی دو سال تک باقی رہا یہاں تک کہ عثمان بن سعید اور دوسرے خاص نائبین شیعوں کے سامنے پہچانے جائیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ کی صیقل نامی کنیز نے اِمامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے تحفّظ کی خاطر خلفاءِ بنی عباس کی توجّہ کو اِمامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) سے ہٹانے کی خاطر اور آپؑ کی تاریخِ ولادت کو پوشیدہ رکھتے ہوئے کہا کہ میں امامِ حسن عسکری علیہ السلام سے حاملہ ہوں یہ سن کر خلیفۂ وقت نے اُسے گرفتار کروا کر قاضئی وقت ابن الشوارب کو اُسکی ذمّہ داری سونپی کہ نظر میں رکھّے کہ کب وہ وضعِ حمل کرتی ہے اُسی دوران عبید بن خاقانی کے مرنے اور حکومتی اختلافات کے نتیجہ میں جو ہنگامہ آرائی شروع ہوئی تو صیقل کنیز موقع پا کر فرار ہوگئی۔

غیبتِ کبریٰ میں خواتین کا کردار

بیشک جو خواتین اپنے امامِ وقت کی غیبت کے زمانے میں خدا اور رسولؐ کی اِطاعت کرتے ہوئے اپنے اِمامِ وقت کی اِطاعت میں زندگی گزار رہی ہوں گی اور اپنے امام کے جلد ظہور کی راہ کو ہموار کر رہی ہوں گی یقینن وہی خواتین امام کے بوقتِ ظہور بھی سب سے پہلے اپنے امام کی خدمت میں پہنچ کر ان کی زیارت سے مشرّف ہوں گی جیسا کہ اُمّ سلمہ پیغمبر اسلام ﷺ سے روایت نقل کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "یعوذُ عائذ من الحرم فیجتمع النا س الیه کا الطیر الوارده المتفرّقة حتّٰی یجتمع الیه ثلا ث ماَة واربعة عشر رجلاً فیه نسوة فیظهر علٰی کلّ جبّار وابن جبّا ر..." (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۵)

ترجمہ: "جب حرمِ خدا سے ظہور کرنے والا ظہور کرے گا اور لوگ پرندوں کی مانند اُسکی طرف آئینگے تا کہ ۳۱۳ افراد جمع ہوسکیں تو اُن میں بعض خواتین بھی ہوں گی یہ سب لوگ اُس وقت کے

ظالم و جابر حاکم اور اُنکی اولادوں پر فتح پائیں گے"۔

ظہورامام کے وقت پچاس خواتین کا حاضر ہونا

جابر بن یزید جعفی امامِ محمد باقر علیہ السلام سے ایک مفصّل روایت نقل کرتے ہیں جس کے ضمن میں حضرت نے امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے ظہور کی علامات کو ذکر کیا ہے لہٰذا ہم اِختصار کی خاطر روایت کے صرف اِسی ٹکڑے کو نقل کر رہے ہیں:" **ویجیئُ و اللہ ماَة و بضعة عشر رجلاً فیھم خمسو ن اِمرأة یجمعون بمکّة علیٰ غیر میعاد قزعاً کقزع الحزیف یتبع بعضھم و ھی الآیة التی قا ل اللہ :" اَینما تکونوا یاَت بکم اللہ جمیعاً اِنّ اللہ علیٰ کلِّ شئیٍ قدیر** "(معجم احادیث الامام المھدیؑ ج۱ص ۵۰۰)

ترجمہ"خدا کی قسم وہ (۳۱۳) افراد جو اپنے امامِ وقت کی مدد کے لئے آئیں گے اُن میں سے پچاس خواتین بھی ہوں گی جو بغیر کسی قبلی وعدے کے مکّہ کے کنارے جمع ہوں گی اور یہی ہے اِس آیت کا معنی کہ" جہاں کہیں بھی تم لوگ ہو گے خدا تم سبکو حاضر کرے گا بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

ایک سوال اور اُس کا جواب

سوال: وہ روایات جن میں امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے (۳۱۳) انصار کے نام ذکر ہیں اُن میں تو ہمیں کسی ایک بھی خاتون کا نام نہیں ملتا ہے؟

جواب:اوّلاً: یہ پچاس خواتین اُنہیں (۳۱۳) انصارِ امام زمانہ (علیہ السلام) میں سے ہی ہوں گی کیوں کہ مذکورہ روایت میں امام محمد باقر (علیہ السلام) نے لفظِ "**فیھم**" استعمال کیا ہے۔

ثانیاً: ممکن ہے مردوں کی کثرت کی وجہ سے لفظِ رجال کا استعمال ہوا ہو یعنی کثرت کو قلّت پر غلبہ دیا گیا ہو۔

ثالثاً: اگر امامؑ کا مقصد اِن پچاس خواتین کے ذکر سے اُن (۳۱۳) افراد کے علاوہ ہوتا تو امام

لفظِ'' **معھم** ''استعمال کرتے اور لفظِ''**فیھم**''ذکر نہ کرتے کیوں کہ یہ(۳۱۳)افراد اصحابِ بدر کی مانند شمار کیئے گئے ہیں جو کہ قدرت اور مقام کے لحاظ سے اعلیٰ مراتب پر ہوں گے اور ایسے لوگ دوسرے عام لوگوں کی نسبت یقینن کافی فرق رکھتے ہوں گے لہٰذا اگر یہ کہیں کہ یہ پچاس خواتین اُن ۳۱۳ افراد میں سے ہوں گی تو اُن کے اعلیٰ مراتب کا بھی قائل ہونا پڑے گا اور اگر یہ امام کے اُن ۳۱۳ خاص افراد میں سے نہیں ہوں گی تو یقیناً مراتب میں فرق پڑ جائے گا۔

آسمانی خواتین

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتِ عیسیٰؑ کے ہمراہ آسمان پر خدا کی فرمابردار و مطیع چار خواتین بھی ہیں جو کہ امامِ زمانہ(عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی حکومت کے لئے ذخیرہ کی گئی ہیں جو حضرت کے ظہور کے وقت حضرتِ عیسیٰ کے ہمراہ موجودہ زمین پر حاضر ہوں گی جیسا کہ اس مطلب پر یہ روایتِ پیغمبرِ اسلام ﷺ دلالت کررہی ہے جس میں آنحضرتؐ نے اِشادفرمایا:''**ینزل عیسیٰ بن مریم علیٰ ثمان ماَ ۃ رجل و اَربع ماَۃ اِمراَۃ خیار من الار ض و اصلح من مضی**'' (معجم الامام المھدیؑ ج۱ ص۵۳۴،فردوس الاخبار ج۵ ص۵۱۵.)

ترجمہ:''عیسیٰ بن مریم آٹھ سو مردوں اور چار سو خواتین کے ہمراہ جو روئے زمین پر رہنے والوں اور گذشتہ اُمتوں میں سے بہترین افراد ہوں گے زمین پر نازل ہوں گے''.(معجم الامام المھدیؑ ج۱ ص۵۳۴،فردوس الاخبار ج۵ ص۵۱۵)

رجعت کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ

شیعہ مذہب کے مسلّمہ عقائد میں سے عقیدۂ رجعت ہے یعنی امامِ آخرالزّمان (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے بوقتِ ظہور بعض سابق انبیا مثلاً: حضرتِ عیسیٰؑ، حضرتِ خضرؑ، حضرت اِسماعیلؑ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوٹ کر آنا ہے (بحارالانوار ج ۵۳ ص ۴۶، تفسیر برہان ج ا ص ۲۳۹)

اس کے علاوہ جب امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی ریش دار عورت جس کا نام ملیحہ ہوگا اُس کے ہاتوں شھادت واقع ہوگی تو امام حسین علیہ السلام رجعت فرمائیں گے اور آکر امامِ زمانہ (عج) کو غُسل وکفن دیکر مدینہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کریں گے۔ (جنّات الخلود ص ۴۰، وجھان در انتظار کیست؟ ص ۱۹۵)

اِس کے علاوہ مسئلہ رجعت پر قرآن کی آیات اور روایاتِ معصومین علیہم السلام اور دُعاؤں و زیارات سب کے ذریعہ سے استدلال پیش کیا جاسکتا ہے۔

قرآن میں رجعت کا ذکر

قرآنِ مجید میں متعدّد آیات رجعت کے مسئلے پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے ہم بعنوانِ مثال چند آیات کو پیش کرتے ہیں:

ا۔ ﴿واذ قتلتم نفساً فادّا را تم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۷۲.)

ترجمہ: ”اور جب تم لوگوں نے ایک شخص کو قتل کردیا اور اس کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے جب کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے لئے رازوں کو واضح کرنے والا ہے جنہیں تم لوگ چھپا رہے ہو“.

﴿ فقلنا اضربوہ ببعضھا کذٰلک یحی اللہ المو تیٰ و یریکم آیاتہ لعلّکم تعقلون ﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۲۴۳)

ترجمہ: ''تو ہم نے کہا کہ مقتول کو گائے کے ٹکڑے سے مس کردو خدا اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے تا کہ تم لوگ عقل سے کام لو''.

۲۔﴿ الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثمّ احیٰھم ﴾(سورۂ بقرہ آیہ ۲۵۹)

یعنی: ''کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل پڑے موت کے خوف سے اور خدا نے اُنہیں موت کا حکم دے دیا اور پھر زندہ کیا''.

۳۔﴿او کا الذی مرّ علیٰ قریۃ وھی خاویۃ علیٰ عروشھا قال انّیٰ یحی ھٰذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ ماَۃ عامٍ ثمّ بعثہ قال کم لبثت قال لبثتُ یوماً او بعض یوم قال بل لبثتَ ماَۃ عام فانظر الیٰ حمارک ونجعلک اٰیۃً للنّاس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثمّ نکسوھا لحماً فلمّا تبیّن لہ قال اعلم انّ اللہ علیٰ کلّ شیٍٔ قدیر ﴾(سورۂ بقرہ آیہ ۲۵۹)

ترجمہ: ''یا اس بندے کی مثال جس کا گزر ایک ایسے علاقے سے ہوا جس کے سارے عرش وفرش گر چکے تھے تو اس بندہ نے کہا کہ خدا ان سب کی موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا تو خدا نے اس بندے کو سو سال کے لئے موت دیدی اور پھر زندہ کر کے پوچھا کہ تم کتنا وقت پڑے رہے تو اس نے کہا کہ ایک دن یا کچھ کم ہم نے کہا نہیں بلکہ تم سو سال تک پڑے رہے ہو ذرا اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ خراب تک نہیں ہوئیں ہیں اور اپنے گدھے کو دیکھو کہ کس طرح سڑ گل گیا ہے اور ہم تمہیں لوگوں کے لئے نشانی بنانا چاہتے ہیں پھر ان ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم کس طرح جوڑ کر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں پھر جب ان پر یہ بات واضح ہوگئی تو بے ساختہ آواز دی کہ مجھے معلوم ہے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے''.

۴۔'' ثمّ بعثنا کم من بعد موتکم لعلّکم تشکرون ''(سورۂ بقرہ آیہ ۵۶)

ترجمہ: ''پھر ہم نے تمہیں موت کے بعد زندہ کر دیا تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ''۔

روایات میں رجعت کا ذکر

۱۔ایک دفعہ مامون الرشید امام رضا(علیہ السلام) سے سوال کرتا ہے: یااباالحسن ما تقول فی الرّجعۃ؟اے ابوالحسن رجعت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں امام رضا (علیہ السلام) نے اُس کے جواب میں ارشادفرمایا:''انّھاالحقّ قد کا نت فی الاُمم السا لفۃ و نطق بھا القرآن وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی ھٰذۃ الاُمّۃ کلّ ما کان فی الاُمم السّا لفۃ حذو النّعل با النّعل..''(بحارالانوارج۵۳ص۵۹،عیون اخبارالرّ ضاؒ ج۲ص۲۰۱ب۶۴.)

ترجمہ:مسئلہ رجعت برحق ہےاورگذشتہ اُمّتو ں میں ایسا ہواہےاورقرآنِ مجید نےبھی اس بارے میں گفتگوکی ہےاورپیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ وسلم)نےبھی اِرشادفرمایاہے کہ جوکچھ گذشتہ اُمّتو ں میں ہواہے وہ بغیرکسی کمی بیشی کےاس اُمّت میں بھی ہوکرکے رہے گا۔

۲۔امامِ جعفرصادق (علیہ السلام)نے ارشادفرمایا:'' ایّام اللہ ثلاثۃ: یوم یقوم القائم ویوما لکرّۃ(ای الرجعۃ)و یوم القیا مۃ...''(بحارالانوارج۵۳ص۶۳)

ترجمہ:ایّا م اللہ تین دن ہیں:

۱۔قائم کےظہوروالادن ۲۔رجعت والادن ۳۔قیامت والادن

رجعت کن لوگوں کوحاصل ہوگی؟

(الف)بعض انبیؑااورتمام ائمۂ طاہرین(علیہم السلام)کالوٹ کرآنا:

۱۔امام زین العابدین(علیہ السلام)قرآن کی اس آیت:﴿انّ الّذی فرض علیک القرآن لرادّک الیٰ معادٍ...﴾(بحارالانوارج۵۳ص۳۲،تفسیر بُرھان ج۳ص۲۳۹.)

ترجمہ:''جس نے اے نبی تم پر قرآن کو نازل کیا ہے یقیناً وہی تمہیں تمہاری وعدہ گاہ تک پہنچائے گا'' کی تأویل میں اِرشادفرماتے ہیں:''یرجع الیکم نبیّکم و امیرالمؤمنین و الأئمّة'' ترجمہ:''تمہارے نبی اور امیرالمُؤمنین اور دیگرآئمّہ طاہرین بوقت ظہورتمہاری طرف لوٹ کرآئیں گے''۔

۲۔امام جعفرصادق (علیہ السلام) اِس آیت:﴿ ثمّ رددنا لکم الکرّة علیهم ﴾(بحارالانوار ج ۵۳ ص ۳۲، تفسیر برُھان ج ۳ ص ۲۳۹۔) کی تأویل میں ارشادفرماتے ہیں:'' ... خروج الحسین فی سبعین من اصحابه ،علیهم البیض لمذهبة...یودّون الی الناس انّ هذا الحسین قد خرج فی اصحابه حتّیٰ لا یشکّ المؤمن فیه ... والحجّه القائم بین أظهرهم فاِذا استقرّت المعرفة فی قلوب المؤمنین أنّه الحسین جاء الحجّه الموت فیکون الذی یُغسّله ویُکفّنه و یحنّطه ویُلحده فی حفرته : الحسین بن علی (علیهما السلام) ولا یلی امرالوصی اِلّا الوصی'' (بحارالانوار ج ۵۱ ص ۵۶ اصول کافی ج ۸ ص ۲۰۶ حدیث ۲۵۰۔)

ترجمہ:''امام حسین (علیہ السلام) اپنے ستر ساتھیوں کے ہمراہ اِذنِ خدا سے اِس دنیا میں واپس آئینگے جنکے جسموں پر قیمتی فاخرہ لباس ہوں گے اور لوگوں کے درمیان اسطرح سے نِدا دی جائے گی کہ:اے لوگوں یہ امام حسین (علیہ السلام) ہیں جو دنیا میں لوٹ کرآئے ہیں تا کہ مؤمنین میں سے کسی کو بھی آپؑ کے اس دنیا میں لوٹنے پر کوئی شک وشبہ نہ ہوامام حسین (علیہ السلام) کے یاور وانصار کے درمیان امامِ زمانہ(عجّ) بھی ہوں گے اور جب لوگوں کا ایمان رجعت کے بارے میں قوی ہوجائے گا تب امامِ زمانہ(عج) کی وفات ہوگی اور امام حسین (ع) حضرت کو غسل وکفن دیکر آپ پر نماز پڑھا کر دفن کرینگے کیوں کہ امامِ معصوم کے غسل کفن نماز ودفن کے کام صرف امامِ

معصوم ہی انجام دیتا ہے''۔

(ب) بعض خاص مؤمنین کا لوٹ کر آنا:

ا۔امام جعفر صادق (علیہ السلام) ارشاد فرماتے ہیں:''... اِنّ الرّجعة لیست محض ابعا مّة و هی خاصّة،لا یرجع الی الدّنیا اِلّامن الایمان محضاً او محّض الکُفر محضاً''(بحارالانوار ج۵۳ص۳۹،منتخب الاثرص۲۴)

ترجمہ:''رجعت سب کے لئے نہیں ہے بلکہ کچھ خاص لوگوں کیلئے ہے تاکہ خالص ایمان وکفر کا فرق معلوم ہوسکے''۔

۲۔مُفضّل نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے گفتگو کے دوران قائمِ آلِ محمد اِمامِ آخرالزّمان (عجّل اللہ فرجہ) کی گفتگو درمیان میں آئی اور اُنکے اصحاب کے زندہ ہوکر اُنکے سامنے آنے کا ذکر آیا تو چھٹے امام نے ارشاد فرمایا: اِذا قام اتی المؤمن فی قبره فیقال له: یا هٰذا انّه قد ظهر صاحبک، فاِن تشا ان تلحق به فالحقّ واِن تشا ان تقیم فی کرا مة ربّک فاَقِم'' (حقّ الیقین''عبداللہ شبّر'' ج۲ص۱۴،بحارالانوار ج۵۳ص۹۱۔)

ترجمہ:''جب قائم ظہور کریں گے تو مؤمنین کی قبور کے پاس آکر کے مُنادی نِدا دے گا:اے بندۂ مؤمن تمہارے امام کا ظہور ہو چکا ہے اگر اُن سے ملنے کا ارادہ رکھتے ہو تو اُٹھو اور اگر نہیں چاہتے ہو تو پھر یہیں رحمتِ خدا کے جوار میں رہو۔

دعاؤں اور مناجات میں رجعت کا ذکر

ا۔دعاءِ عہد جو کہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے نقل ہوئی ہے اُس میں حضرت یوں دُعا فرماتے ہیں:''...اَللّهمَ ان حال بینی و بینه (ای الامام المهدیؑ)الموت الّذی جعلته

علیٰ عبادک حتماً مقضیّافاخرجنی من قبری مؤتزراً کفنی، شاھراً سیفی مجرّداً قناتی ، ملبّیاً دعوةَ الدّاعی ...''(بحارالانوار ج۵۳ص۹۶.)

ترجمہ:''اے اللہ اگر میرے اور اُسکے یعنی امام مہدی (عج) کے درمیان موت فاصلہ واقع ہوجائے جس موت کو تونے اپنے بندوں کے لئے حتمی چیز قرار دیا ہے تو مجھے میری قبر سے کمر میں کفن بندھی حالت میں نکالنا اس طرح کہ میری کمر میں شمشیر حمائل ہو اور میں صحراء و بیابانوں میں اُن کی آواز پر لبّیک کہنے والوں میں سے قرار پاسکوں''.

۲۔امام ہادی و امام عسکری (علیہما السلام) کی زیارت میں یوں ملتا ہے:''...واِن حال بینی و بین لقائیه الموت الّذی جعلته علیٰ عبادک حتماً و اَقدر تَ به علیٰ خلقتک رغماً..فابعثنی عند خروجه ظاهراًمن حفرتی مُوتزاً کفنی ..حتیٰ اجاهد بین یدیه فی الصفّ الذی اثنیت علیٰ اهله فی کتابک فقلتُ:''کانّهم بُنیانٌ مرصوص''(بحارالانوار ج۵۳ص۹۶)

ترجمہ:''اگر میرے اور امام مھدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے ظہور اور دیدار کے درمیان موت حائل ہوجائے..جسے تو نے ہر ایک ذی روح کیلئے حتمی چیز قرار دیا ہے تو میں تُجھ سے التجا کرتا ہوں کہ اس امام کے ظہور کے وقت مجھے میری قبر سے میرے کفن کو چیر کر باہر نکالنا تا کہ میں اُن کے حضرت حاضر رہتے ہوئے جہاد کرسکوں اور اُنکے اُن سپاہیوں میں سے قرار پاسکوں جنکی تو نے قرآن میں تعریف کرتے ہوئے اُنہیں سیسا پلائی ہوئی دیوار سے تعبیر کیا ہے۔

بہشتی خواتین

پہلے تو ہم یہاں پر بہشتی خواتین کے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک روایت کو پیش کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''المرأة الصالحة خیرٌ من الف رجل غیر صالح

وایُّما امراۃٍ خدمت زوجھا سبعة ایّامٍ غلق عنھا سبعة ابواب النّار و فتح لھا ثمانية ابواب الجنّة تدخل من اینما شائت ''(ارشادالقلوب ۱/۱۷۵)

ترجمہ: ایک صالح عورت ہزار غیر صالح مردوں سے افضل ہے اور جو عورت بھی سات دن تک اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے اسپر جہنم کے ساتوں دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے آٹھ دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ جس سے چاہے بہشت میں داخل ہوسکے۔

پھر ہم اُن بہشتی خواتین کے مختصر حالاتِ زندگی کو پیش کریں گے جنھوں نے گذشتہ دور میں اپنے زمانہ کی سختیوں اور تلخیوں اور مختلف قسم کے حالات سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنے ایمان کو محفوظ رکھا جسکے نتیجہ میں وہ بہشتی خواتین کہلائیں۔

۱۔صیانۂ ماشطہ: یہ اُن تیرہ خواتین میں سے ہیں جو امامِ امانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے ظہور کے وقت زندہ ہوکر امامِ زمانہ (عج) کی حکومت کے سائے تلے زندگی گزاریں گی صیانۂ ماشطہ فرعون کے چچا زاد بھائی حزقیل (جن کو قرآن میں مؤمنِ آلِ فرعون کے نام سے یاد کیا گیا ہے) کی زوجہ تھیں مگر انھوں نے بھی اپنے شوہر اور آسیہ زوجہ فرعون کی طرح اپنے ایمان کو چھپائے رکھّا تھا ایک دن یہ فرعون کی بیٹی کی آرائش کررہی تھیں کہ اچانک اِن کے ہاتھ سے کنگھا جو گرا تو بے اختیار اِنکی زبان سے ''بسم اللہ'' جاری ہوا جسے سُن کر فرعون کی بیٹی پوچھتی ہے کہ اس سے تمھاری مُراد میرا باپ ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ یہ اُس کا نام ہے جو تیرے باپ کا بھی پروردگار ہے فرعون کی بیٹی نے یہ ماجرا اپنے باپ کو جا سنایا جس پر فرعون نے صیانۂ ماشطہ کو بلوا کر پوچھا کیا تم میری خدائی کا اعتقاد نہیں رکھتی ہو؟ اُن سے رہا نہ گیا اور کہا نہیں بلکہ اُس خدا کی خدائی کا اعتقاد رکھتی ہوں جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے یہ سنکر تو فرعون آگ بگولا ہوگیا اور حکم دیا کہ فوراً تنور کو جلایا

جائے اور اسے اور اس کے بچوں کو زندہ اس آگ میں ڈال دیا جائے لہذا اُسکے سامنے اُسکے بچوں کو زندہ جلتی آگ میں ڈالا گیا اور جب اُسکے شیر خوار بچے کو آگ میں ڈالنے کے لئے لے جانے لگے تو اُس نے چاہا کہ ظاہری طور پر ہی صحیح دین سے برائت کا اعلان کردوں تا کہ اس شیر خوار بچّے کی جان بچ جائے ایسے وقت میں وہ شیر خوار بچہ گویا ہوا کہ مادرِ گرامی صبر کریں بیشک آپ حق پر ہیں، فرعونیوں نے یہ سنکر اس کے اُس شیر خوار بچہ اور اس کی ماں دونوں کو ایک ساتھ اس جلتی آگ میں ڈال دیا لہٰذا خداوند عالم نے اس خاتون کے صبر وتحمل اور اُسکے ایمانِ کامل کے نتیجہ میں اُسے امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے ظہور کے وقت زندہ کرے گا تا کہ وہ امام کی خدمت کرسکیں اور فرعونیوں سے اپنا انتقام لے سکیں (داستانِ زنان'' آیت ا... لنگرودی''ص ۲۹۱)

۲۔ سُمیّہ مادرِ عمّار یاسر: یہ خاتون ساتویں نمبر پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں انہیں اسلام لانے کے نتیجہ میں دشمنانِ اسلام کی طرف سے سخت ترین سزاؤں کو تحمّل کرنا پڑا مگر اپنے ایمان کو نہیں چھوڑا کیوں کہ یہ اور ان کے شوہر ابوجھل کے ہاتھ گرفتار ہوئے ابوجھل نے پہلے تو اِن لوگوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہیں اور جب ان دونوں نے ایسا نہیں کیا تو دونوں کو لوہے کی زرہ پہنا کر تپّتی دھوپ میں رکّھا ہوا تھا جب بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس سے گزر ہوتا تھا تو انہیں صبر وتحمل کی تا کید کرتے ہوئے فرماتے: '' **صبراً یا آل یاسر فاِنّ مو عدکم الجنّة**'' یعنی: اے خاندان یاسر صبر وتحمّل سے کام لو کیوں کہ تمہارا اصل ٹھکانہ بہشت ہے اور پھر ان دونوں کا ظاہری سرانجام یہ ہوا کہ ابوجھل نے ان دونوں کو ایک ایک ضربت سے شہید کردیا لہٰذا خداوند عالم ان '' سُمیّہ'' خاتون کی اس فدا کاری کے نتیجہ میں جو انھوں نے اسلام کی راہ میں انجام دی ہے اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے دی جانے والی تکالیف اور مشکلات کا سامنا کیا تو انہیں ظہورِ امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے بوقتِ ظہور زندہ کیا جائے گا تا کہ وعدۂ الٰہی پورا ہو

سکےاور وہ ولّیِ خدا کےلشکر کی خدمت کر سکیں۔(اسد الغابہ ج ۵ص ۴۸۱،ریاحین الشریعہ ج ۴ص ۳۵۳)

۳۔نسیبہ بنتِ کعب مازنیہ: یہ خاتون اُمّ عمّارہ کے لقب سے مشہور ہیں ان کی بھی ابتداء اسلام میں کافی خدمات ہیں اور انھوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بعض جنگوں میں بھی شرکت کی ہے اور جنگی مجروح افراد کی مدد بھی کی ہے اور جنگ اُحد میں تو انھوں نے بڑے عظیم کردار کو پیش کیا جب مسلمان جنگ سے فرار ہورہے تھے تو انھوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھ چڑھ کر دفاع کیا جس کے نتیجہ میں ان کے جسم پر کافی زخم بھی آ گئے تھے،پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے بیٹے ''عمّارہ'' سے فرمایا تھا کہ ''آج کے دن تمہاری ماں کا کردار تو جنگ سے بھاگنے والے مردوں سے کہیں زیادہ عظیم تھا،جنگِ اُحُد کے اختتام پر نسیبہ خاتون دوسرے زخمیوں کی طرح اپنے جسم پر تیرہ زخم کھا کر لوٹی تھیں اور جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے زندہ بچ جانے کی خبر سُنی تو خوشی کا اِظہار کیا اور خدا کا شکر ادا کیا لہٰذا خداوند عالم انہیں بھی امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے بوقتِ ظہور دوبارہ سے زندہ کر کے حضرت کی زیارت وخدمت کا موقع عطا کرے گا(ریاحین الشریعہ ج ۵ص ۴۱).

۴۔اُمّ خالد: اگرچہ تاریخ میں اس نام کی تین خواتین ملتی ہیں ایک''اُمّ خالد احمسیہ'' دوسری''اُمّ خالد جھنّیہ''لیکن شاید یہاں پر تیسری''اُمّ خالد مقطوعۃ الیدین'' مُراد ہوں جنہیں صرف اُنکے شیعہ ہونے کے جُرم میں یوسف بن عمر نے حضرت زید بن علی بن الحسین (علیہم السلام) کی شہادت کے بعد کوفہ میں ہاتھ کٹوا دیئے تھے ابوبصیر امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوبصیر کیا تم اُمّ خالد کی گفتگو کو سننا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اور جب میں نے اُن کی گفتگو سُنی تو اُنہیں فصاحت وبلاغت میں ماہر پایا۔(ریاحین الشریعہ ج ۳ص ۳۸۱).

۵۔اُمّ ایمن: یہ وہ پرہیزگار خاتون ہیں جنہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ماں کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے اور ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:'' **ھٰذہ بقیّۃ من اھل بیتی**'' یعنی: یہ میرے اہل بیت

ؑ کی باقی ماندہ خاتون ہیں انھوں نے بھی ابتداء اسلام میں اسلامی جنگوں میں شرکت کر کے مجروحین کی مدد کی تھی۔

اُمّ ایمن خاندان امامت کی محبّ خواتین میں سے تھیں جنہیں جنابِ فاطمہ الزہراؑ نے فدک کے مسئلے میں اپنی طرف سے گواہ کے طور پر پیش کیا تھا اور یہ اُمّ ایمن پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے پانچ یا چھ ماہ بعد رحلت فرما گئیں تھیں۔ (قاموس الرّجال ج ۱۰ ص ۳۸۷.)

لہٰذا روایات معصومینؑ میں ہے کہ ان کو بھی امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے ظہور کے وقت زندہ کر کے لوٹایا جائے گا تا کہ وہ لشکرِ امام کی مدد کر سکیں۔

۶۔زبیدہ خاتون: اگر چہ کتابوں میں ان خاتون کی تفصیل نہیں ملتی ہے مگر احتمالِ قوی یہی ہے کہ یہ زبیدہ خاتون وہی زوجۂ ہارون الرّشید ہوں جن کے بارے میں شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں کہ یہ خاتون اہل بیت علیہم السلام کی چاہنے والی تھیں جنکی ۱۰۰ کنیزیں صرف حفظِ قرآن میں مشغول رہا کرتی تھیں، ہمیشہ اِن کے محل سے تلاوتِ قرآن کی آواز آیا کرتی تھی اور جب ہارون الرّشید کو پتہ چلا کہ وہ اہل بیتؑ کی حقیقی پیروکار ہیں تو اُس نے انہیں طلاق دینے کی کوشش کی مگر طلاق نہ دے سکا۔ (تنقیح المقال ج ۳ ص ۷۸.)

۷۔حبابہ خاتون: انھوں نے حضرت علی (علیہ السلام) کی زیارت کی اور ان سے امامت پر دلیل چاہی تو حضرت نے زمین سے ایک پتھر اُٹھا کر اُس پر مُہر امامت کو نقش کیا اور ان سے فرمایا: ''جو بھی میرے بعد اس طرح سے اپنی مُہر کو نقش کردے وہ امام ہوگا لہٰذا حبابہ ہر امام کی شہادت کے بعد اُن کے بعد والے امام کے پاس جاتیں اور جب اُن سے اسی طرح کا معجزہ مشاہدہ کرتیں تو اُنکی خدمت کرنے لگ جاتیں تھیں یہاں تک کہ امام رضا علیہ السلام کا زمانہ آیا اور ''حبابہ'' امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد ۹ ماہ تک زندہ رہیں اور پھر اس دنیا کو وداع کیا اور نقل ہے کہ

جب ''حبابہ'' امام زین العابدین (علیہ السلام) کی خدمت میں پہنچی ہیں تو اُس وقت انکی عمر ۱۱۳ سال تھی تو حضرت کی دُعا سے انکی جوانی لوٹ آئی تھی اس خاتون کی پیشانی پر کثرت سے سجدوں کی بنا پر گٹا پڑ چکا تھا اور رکوع وسجود کی کثرت کی بنا پر اُن کی کمر خم ہو چکی تھی۔ (سفینۃ البحار ج ۱ ص ۴)

۸۔ قِنوا خاتون: یہ رشید ہجری کی بیٹی تھیں جو حضرت علیؑ کے سچّے شیعوں اور چھٹے امام کے سچّے ساتھیوں میں سے تھے اور آخر کار محبت اہل بیتؑ کے نتیجہ میں شہادت پائی۔ (جامع الرواۃ ج ۲ ص ۴۵۸، رجال شیخ طوسیؒ ص ۳۴۱.)

شیخ طوسیؒ: اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''قنوا'' خاتون نے وہ وقت بھی دیکھا ہے جب اُن کے باپ کو عُبید اللہ بن زیاد کے پاس لیجا کر اُنکے محبِّ اہلبیتؑ ہونے کی بناء پر اُنکے دونوں ہاتھ پیروں کو کاٹ دیا گیا، قنوا خاتون لوگوں کی مدد سے اپنے باپ کو دارالامارہ سے گھر لائیں اور تیمارداری کرتیں رہیں اور جب ان تمام مصیبت وآلام کے باوجود بھی اپنے باپ کو کثرت سے عبادت کرتے ہوئے پایا تو ایک دن اپنے باپ سے سوال کرتی ہیں بابا جان کیوں آپ اپنے آپ کو اتنی اذیت دیتے ہیں تو اُنکے باپ نے کہا: بیٹی ہمارے بعد ایسا گروہ آئے گا جنکی معلومات اور ان کا ایمان ہم سے بھی کئی درجہ قوی ہوگا۔ (جامع الرواۃ ج ۲ ص ۴۵۸، رجال شیخ طوسیؒ ص ۳۴۱)

انتظارِ فرج کا کیا مطلب ہے؟

امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے دورِ حکومت میں حاضر ہو کر اُن کی خدمت کا شرف پانے کی شرائط میں سے اہم ترین شرط اُنکی معرفت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے ظہور کا منتظر رہنا ہے یعنی اُنکی حکومتِ حق کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرنا ہے اور انتظارِ فرج کا مطلب بھی یہی ہے کہ

اپنے آپ کو ہر طرح سے شیاطین کے علاوہ ایسے انسانوں سے بھی بچانا ہے جو لوگوں کی افکار واخلاق کو خراب کرتے ہیں اسی لئے امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے منتظرین کو اُن لوگوں کی مانند قرار دیا گیا ہے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے خون میں غلطاں ہو کر شہادت پائی ہو اسی طرح انتظار کی حالت میں مر جانے والوں کو اُن لوگوں میں سے شمار کیا گیا ہے جنہیں گویا امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے خیمہ میں موت آئی ہو۔

ا۔روایت: ابوبصیر امامِ جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوبصیر کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کے بغیر خداوند عالم کسی کے عمل کو قبول نہیں کرے گا؟ میں نے کہا: ہاں اے فرزندِ رسول مجھے خبر دیجئے تو حضرت نے فرمایا: وحدانیتِ خدا کی گواہی اور رسالتِ پیغمبر ﷺ اور امامتِ آئمہ ؑ کا اقرار کرتے ہوئے پرہیز گاری کو اختیار کرنا اور ہمارے قائم کا منتظر رہنا ہے، پھر حضرت نے ارشاد فرمایا: بیشک جو لوگ اپنے عقیدے کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کی اصلاح کرتے ہوئے ہمارے قائم کے منتظر رہیں گے اگر اُنہیں اُسی حالت میں موت آ گئی تو اُن کا اجر وثواب بھی اُن لوگوں کی مانند ہوگا جو اپنے زمانے کے امام کے ظہور کو پا کر اُنکی خدمت کریں گے۔ (منتہی الاعمال ج۲ ص ۴۸۶.)

۲۔روایت: ابوبصیر امامِ جعفر صادق (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:''

لیعدّنّ احد کم لخروج القائمِ ولو سهماًفانّ الله تعالیٰ اذا علم ذٰلک رجوت لان ینسیً فی عمره حتیٰ ید رکه فیکون من اعوانه و انصاره'' (غیبة نعمانی ص ۴۴۴ ب ۲۱)

ترجمہ: جو بھی تم میں سے اپنے آپ کو ظہورِ قائم کیلئے آمادہ کرے گا چاہے ایک تیر کے اندازے کے برابر ہی کیوں نہ ہو لذا اگر اسکی اس نیت سے آگاہ ہو جائے گا تو اسکی عمر کو اتنا تاخیر کرے گا کہ

وہ اپنے امام زمانہ (عج) کو پا سکے اور انکے اعوان و انصار میں شامل ہو سکے۔

۳۔روایت: امام محمد باقر اپنے والد امامِ زین العابدین (علیہما السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: " اِذا قا م القائم اذهب الله عن کل مؤمن العاهة و ردّ الیه قوّته" (غیبۃ نعمانی ص۳۴۰ ب۔)

ترجمہ: ''جب قائم ظہور کریں گے تو خدا ہر مؤمن کے ہر مرض اور عیب کو دور کرتے ہوئے اس کی قدرت و طاقت کو اُسے پلٹا دے گا۔

آخری زمانے کی خواتین کے بارے میں پیشین گوئیاں

۱ .قال النبی ﷺ:" کیف بکم اذا فسدت نسائو کم و فسق شبانکم ولم تأمروا با لمعروف بل امر تم ونهیتم عن المعروف واذا رأیتم المعروف منکرًا والمنکر معروفاًفقیل له ویکون ذالک یا رسول اللهﷺ فقال: نعم و شرّ من ذالک "(تحف العقول ص۴۱، منتخب الاثر ص۴۲۶)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلامﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگوں تمہاری حالت اس وقت کیا ہوگی جب تمہاری خواتین فاسد اور جوان فاسق ہو جائیں گے اور تم نیکی کا حکم نہیں کرو گے بلکہ نیکی سے روکو گے اور نیکی کو برائی اور برائی کو اچھائی محسوس کرو گے کسی نے پیغمبرﷺ سے سوال کیا کہ کیا حقیقتاً ایسا ہوگا؟ آنحضرتﷺ نے فرمایا: ہاں بلکہ اس سے بھی بدتر ماحول ہوگا''۔

۲۔قال النبی (ﷺ) : " یتشبّه الر جا ل با لنساء و النساء با لرجا ل ایضاً قال: اذاتزیّنت النساء بثیاب الرجال و سلب عنهنّ قنا ع الحیاء" (المحجۃ البیضاء ج۴ ص۳۴۲، بحارالانوار ج۵۲ ص۲۶۳، اعلاء الوراء ص۴۳۳۔)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک وقت ایسا آئے گا کہ مرد عورتوں کی طرح اور عورتیں مردوں کی طرح ہوجائیں گی اور آپ ﷺ نے فرمایا: جب عورتیں مردوں کے سے لباس پہن لیں گی تو اُنمیں سے حیاء ختم ہوجائے گی''۔

۳. قال النبی (ﷺ): ''شارکت النساء ازواجهنّ فی التجارة حرصاً علی الدنیا'' (صحیح مسلم ج٦ ص ١٦٨)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں گی حرصِ دنیا رکھتے ہوئے''۔

۴. قال النبی (ﷺ): ''سیکون فی آخر اُمّتی رجال یرکب نسائوهم علیٰ سروج کاشباه الرجال یرکبون علیٰ المیاثر حتّیٰ یاتوا ابواب المساجد، نسائوهم کاسیات عاریات علیٰ رئوسهنّ کاسنمة البخت العجاف لا یجدون ریح الجنّة فالعنوهنّ فانّهنّ ملعونات'' (صحیح مسلم ج٦ ص ١٦٨)

ترجمہ: پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں میری اُمّت میں ایسے مرد ہوں گے کہ ان کی عورتیں مردوں کی طرح زینوں پر سوار ہوں گی آواز دار اور زینت والے جوتے پہن کر لوگ مسجدوں میں جائیں گے اُنکی عورتیں سروں پر اس طرح کے روپٹے ڈالیں ہوں گی کہ جس سے سب کچھ ظاہر ہورہا ہوگا ایسے مرد ہرگز جنّت کی بو بھی نہیں سونگ سکیں گے اور ایسی عورتوں پر تم لوگ بھی لعنت کرو کیوں کہ وہ ملعونہ ہیں (یعنی اللہ و رسول کی طرف سے لعنت شدہ ہیں)

۵. قال النبی (ﷺ): ''سیأتی علی الناس زمان لا یکرمون العلماء اِلّا بثوب حسن ولا یسمعون القرآن اِلّا بصوتٍ حسن ولا یعبدون الله اِلّا فی شهر رمضان، لا حیاء لنسائهم ولا صبر لفقرائهم ولا سخاء لاغنیائهم لا یقنعون

بـا لـقـلـيـل ولا يشبـعـون بـا لكثير همّتهم بطونهم و دينهم دراهمهم و نسائهم قبـلتهـم و بيـوتهـم مسا جدهم يفرّون من العلماء كما يفرّ الغنم من الذّئب فاِذا كان ذالک ابتلاهم الله بثلاث خصالٍ:

اوّلها : "یر فع الله البر کة من اموالهم"

و الثانية: " يسلّط الله عليهم سلطاناً جا ئراً"

و الثالثة :" يخرجون من الدّنيا بغير ايمان" (وقایع الایّام ص ۴۳۹.)

ترجمہ:''پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ علماء کا احترام صرف اُن کے اچھے لباس کی وجہ سے ہوگا اور قرآن کو صرف اچھی آواز کی بنا پر سنا جائے گا عورتوں سے حیاء ختم ہو جائے گی ،فقراء کے درمیان سے صبر ختم ہو جائے گا اغنیاء کے درمیان سے سخاوت ختم ہو جائے گی لوگ تھوڑے مال پر قناعت نہیں کریں گے اور کثیر مال کے باوجود سیراب نہیں ہوں گے،لوگوں کا تمام ھم وغم اُن کا شکم ہوگا ،اُن کا دین ان کے درھم ودینار ہوں گے لوگ علماء سے اس طرح سے دور بھاگیں گے جس طرح گویا بھیڑ بھیڑیئے سے بھاگتا ہے لہٰذا جب لوگوں میں یہ علامتیں پائی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو تین قسم کے عذاب میں مبتلاء کرے گا''.

پہلا عذاب: یہ کہ اللہ اُن کے مال سے برکت کو اُٹھا لے گا۔

دوسرا عذاب: یہ کہ اُن پر ظالم و جابر حاکم کو مسلّط کر دے گا۔

تیسرا عذاب: یہ کہ ایسے لوگ بغیر ایمان کے اس دنیا سے اُٹھیں گے۔

۶ .قَـا لَ الـنَّبِـی (صلی اللہ علیہ وسلم):"سَيَـاتِـی مِـن بَعدِی اَقوَامٌ يَا كُلُونَ طِيبِ الطّعَامِ وَ اَلوَانَها وَيَر كَبُونَ الدَّوَابَّ وَ يَتَزَيَّنُونَ بِزِ ينَهِ المَراَةِ لِزَوجِهَاوَيَتَبَرَّجّنَ النِّساءُ وَهُم مُنَا فِقُوا هٰـذِهِ الاُمَّـهُ فِـی آخِـرِ الزَّمَانِ ...يَا بنَ مَسعُودِ يَا تِی عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ صَابِرٌ عَلیٰ

دِينِهِ مِثلُ القَابِضِ عَلَى الجَمرَةِ بِكَفِّهِ "(محاسن برقی ج ا ص ۱۱۵)

ترجمہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسی اقوام آئیں گی جو رنگا رنگ غذائیں کھائینگے اور اپنے آپ کو عورتوں کی طرح آراستہ ہو کر مرکبوں پر سوار ہوں گے اور اُنکی عورتیں آراستہ ہو کر نکلیں گی یہ میری اُمت کے مُنافق مرد و عورت ہوں گے، اے ابن مسعود ایک وقت ایسا آئے گا کہ دین پر باقی رہنا آگ کے شُعلے کو اپنے ہاتھ میں لینے جیسا ہوگا۔

۷. قَالَ عَلِيٌّ (عَلَيهِ السَّلاَم): "تَكُونُ النِّسوَةُ كَاشِفَا تٌ، عاريات، متبرّ جا ت من الدين خـارِ جا ت و الى الفتن مائلا ت ، و الى الشهوات و اللّذّات مسر عات ، للمحر مات مستحّلات، وفي جهنّم خالدا ت "(منتخب الاثر ص ۴۲۶)

ترجمہ: "ایک وقت ایسا آئے گا کہ عورتیں برہنہ مانند ہو کر چلا کریں گی، اپنی زینتوں کو آشکار کریں گی، ایسی حالت میں وہ دین سے خارج ہو جائیں گی، فتنوں کی طرف رغبت کریں گی، شہوت و لذّت کے پیچھے جائیں گی، حرام کو حلال اور حلال کو حرام کریں گی اور پھر ایسی عورتیں جہنّم میں بھی ہمیشہ کے لئے رہیں گی"۔

۸. قـال علی (عليه السلام): " عبا دالله ، اعلموا ... محادثة النساء تد عو االى البـلاء ويـزيـغ الـقـلـوب ومـقـالـمـه يـخـطف نـور الابـصـار و لمح العيون مصائدالشيطان" (بحار الانوار ج ۷۴ ص ۲۹۱.) ترجمہ: حضرت علی (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: "اے بندگانِ خدا یاد رکھو نامحرم عورتوں سے تنہائی میں ملنا نزولِ بلاء کا سبب ہوتا ہے، دلوں کو منحرف اور آنکھوں کے نور کو کم کرتا ہے اور شیاطین کے حربوں کو آسان بناتا ہے" (وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۲۴.)

اچھی خواتین کی خصوصیات

ا. قـال الـنـبـی صلی اللہ علیہ وسلم: "خيـر نسـاءِ كم الولو د الودود، العفيفة العزيز فی اهلها ،

الذلیلة مع بعلها ،المتبرّجة مع بعلها ، الحصان علیٰ غیرها ، الّتی تسمع قوله و تطیع امره و اذا خلا بها بذلت له ما یرید منها ولم تبذل کتبذّل الرّجل "(کتاب طومارِ عفّت ص ۲۸۷)

ترجمہ: "پیغمبر اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی عورت وہ ہے جو بچے پیدا کرے اور محبت والی ہو، اپنے گھر والوں میں عزیز اور پاک دامن ہو، اپنے شوہر کیلئے خاکسار ہو اور اپنے شوہر کیلئے زینت و آرائش کرتی ہو اور دوسروں کے سامنے باعفت اور پردے میں رہتی ہو، شوہر کی اطاعت کرتی ہو اور جب بھی اُس کا شوہر اُسے گھر میں چھوڑ کر جائے تو وہ اُتنا ہی خرچہ کرے جتنا شوہر نے کہا ہو اور اُس کا بخشش کرنا شوہر کے بخشش کرنے کی طرح کا نہیں ہونا چاہئے ہے۔

۲۔**قال النبی ﷺ : "حا ملا ت و الدا ت مر ضعا ت ر حیمات باو لادهنّ ،لو لا ما یأتین الیٰ ازواجهنّ دخل مصلّیا تهنّ الجنّه** " (نہج الفصاحہ ص ۲۸۳ ح ۱۳۴۰)

ترجمہ: "پیغمبر اکرم ﷺ: نے ارشاد فرمایا: حاملہ ہونے والی عورتیں اور بچوں کو دودھ پلانے والی اور اپنے بچوں سے مہربانی کے ساتھ پیش آنے والی اگر اپنے شوہروں سے بدرفتاری نہ کریں تو اُن میں کی نماز گزار خواتین جنت میں جائیں گی".

۳۔**قال النبی ﷺ : "مهنة احداکنّ فیبیتهاتدر ک جهادالمجاهدین**"(نہج الفصاحہ ص ۵۹۲ ح ۲۸۹۲.) ترجمہ: "پیغمبر اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عورتوں یہ تمہارا گھر کے کاموں میں زحمت اور محنت کرنا مجاہدین اسلام کے سے جہاد کا سا ثواب رکھتا ہے".

۴۔**قال النبی ﷺ: "ایّما امرأ ةٍ خد مت زو جها سبعة ایّامٍ اغلق الله عنها سبعة ابواب النار و فتح لها ثما نیة ابواب الجنّة تد خل من ا یّها شائت** "(ارشاد القلوب ص ۲۹۱)

ترجمہ: ''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت شوہر کی سات دن خدمت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ جہنّم کے سات دروازے اُس پر بند کر دیتا ہے اور جنّت کے آٹھ دروازے اُسکے لئے کھول دیتا ہے کہ جس سے چاہے بہشت میں داخل ہو''۔

۵۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''ایّما امرأةٍ ما تت و زوجھا عنھا را ضٍ دخل الجنة'' (نہج الفصاحہ ص ۲۰۵ ح ۱۰۲۲)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب زوجہ کا انتقال ہوا اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو اس زوجہ کو جنت میں داخل کیا جائے گا''۔

٦۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: '' ایّما امرأةٍ سألت زوجھا الطّلاق من غیر بأ س فحرام علیھا رائحة الجنّة'' (نہج الفصاحہ ص ۲۰۵ ح ۱۰۲۳)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی زوجہ اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق لیتی ہے تو اس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہو جاتی ہے۔

۷۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: '' لعن اللہ المتشبّھات من النساء با الرّجا ل و المتشبّھین من الرّ جال با النساء'' (نہج الفصاحہ ص ۴۷۴ ح ۲۲۳۴ ۔)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُن عورتوں پر جو مردوں کی شبیہ بنتی ہیں اور اسی طرح اُن مردوں پر بھی لعنت ہو جو عورتوں کی شبیہ بنتے ہیں''۔

۸۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: '' تظھر فی آخر الزّ مان وقتراب السّاعة وھو شرّ الازمنةِ نسوة کا شفا ت عاریا ت متبرّجا ت من الدّین خارجات فی الفتن داخلات ما ئلات الی الشھوات مسرعات الی اللذّات مستحلّا ت للمحرّما ت فی جھنّم دا خلات خالدات '' (کتاب طومار عفت ج ۱ ص ۲۳۵۔)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلامﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں قیامت سے پہلے ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں عورتیں اپنی اوڑھنیاں پہننے کے باوجود برہنہ نظر آئیں گی جو حدودِ الٰہی سے تجاوز کرتے ہوئے نامحرموں کے سامنے اپنی زینتوں کی نمائش دکھائیں گی اور فتنوں میں داخل ہو جائیں گی، شہواتِ نفسانی کی طرف مائل ہوں گی، لذّتوں کے حصول کی طرف جلدی کرنے والی ہوں گی، حلالِ خدا کو حرام کریں گی، ایسی خواتین جہنم میں داخل ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ کیلئے رہیں گی''.

۹۔ قال علی علیه السلام: ''خیار خصال النساء شرار خصال الرّجال: الزّهو، والجبن، والبخل، فاذا كانت المراة مزهوّةً لم تمكّن من نفسها و اذا كانت بخيلةً حفظت ما لها و مال بعلها واذا كانت جبانةً فرقت من كلّ شيءٍ يعرض لها'' (نہج البلاغہ کلمات قصار ۲۳۴).

ترجمہ: ''عورتوں کی بہترین صفات وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفات ہیں، غرور، بزدلی، اور کنجوسی اس لئے کہ عورت جب مغرور ہوگی تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو پانے نہیں دے گی اور کنجوس ہو گی تو وہ اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور بزدل ہوگی تو وہ ہر اس چیز سے ڈرے گی جو اُسے پیش آئے گی''.

غیبتِ امام میں ہمارے وظائف

۱۔ اپنے امام کی حقیقی معرفت حاصل کرنا: پیغمبر اکرمﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''من مات وهو لا يعرف امامه مات ميتةً جاهليّةً'' (بحار الانوار ج۲۳ ص۷۶ ح۱)

ترجمہ:''جو اس حالت میں مرے کہ اپنے امامِ زمانہ (علیہ السلام) کی حقیقی معرفت نہ رکھتا ہو تو وہ جہالت کی موت مرا۔

دوسرے مقام پر آنحضرتﷺ ارشاد فرماتے ہیں:'' من کذب با المهدی کفر'' (الفتاوی الحدیثیہ' ابن حجر ھیثمی' ص ۳۷.)

ترجمہ:''جس نے مہدی (عج) کا انکار کیا وہ کافر ہوا۔

امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: "العا رف منکم هٰذاالمنتظر له کمن جا هد " (بحار الانوار ج ۲۴ ص ۳۸ ح ۱۵)

ترجمہ:''تم میں سے جس نے اپنے امام کی معرفت حاصل کی اور اُن کے انتظار میں رہا وہ جہاد کرنے والوں کی سی منزلت رکھتا ہے۔

جیسا کہ ہم کو امام کی غیبت میں یوں دُعا کرنے کی تعلیم دی گئی "...اللّٰھمّ عرّفنی حجّتک فانّک ان لم تعرّفنی حجّتک ضللت عن دینی ''(اصول کافی ج۱ص ۳۳۷ح ۵)

ترجمہ:''اے اللہ تو اپنی حجت کی مجھے شناخت کرا کیوں کہ اگر تو نے مجھے اپنی حجت کو نہیں پہچنوایا تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا''.

۲۔اپنے امام کا منتظر رہنا: امام زین العابدین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:" انّ اهل زمانِ غیبته القائلون با مامته المنتظرون لظهوره افضل اهل کلّ زمانٍ''(بحارالانوار ج ۵۲ ص ۱۲۲ح ۴)

ترجمہ:''بیشک جو لوگ اپنے امام کی غیبت میں اُنکی امامت کے قائل ہوئے اور ان کے ظہور کے منتظر رہے تو ایسے لوگ ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں''.

امامِ جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:''انّ احبّ الاعمال الی اللّٰه عزّ وجلّ

انتظار الفرج وما دام علیه العبد المؤ من"(بحارالانوار ج۵۲ص۱۳۲ح ۳۷)

ترجمہ:''اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل انتظارِ ظہور ہے جس کے انتظار میں مؤمن ہمیشہ رہتا ہے۔

دوسرے مقام پر چھٹے امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:'' انتظروا لفرج صبا حاً و مساءً''(بحارالانوار ج۱۰ص۹۴ح۱)

ترجمہ:''ہر صبح و شام اپنے امام کے ظہور کا انتظار کرتے رہو۔

تیسرے مقام پر چھٹے امام نے ارشاد فرمایا:'' المنتظر لامرنا کا المتشحّط بدمه فی سبیل الله "(بحاالانوار ج۵۲ص۱۲۳)

ترجمہ:''جو بھی ہمارے صاحبِ امر کے انتظار میں زندگی بسر کرے گا وہ گویا اُس مجاہد کی مانند ہے جو راہ خدا میں اپنے خون میں غلطاں ہوا ہو۔

۳۔اطاعتِ امام میں زندگی گزارنا: جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے﴿ وما ارسلنا من رسول اِلّا لیُطاع با ذن الله ﴾(سورۂ نساء آیہ۶۴)

ترجمہ:''ہم نے کسی بھی پیغام رساں کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ لوگوں کو اُسکی اطاعت کا حکم دیا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا:﴿ اطیعو ا الله و اطیعوا الرّسول و اولی الامر منکم ﴾ (سورۂ نساء آیہ۵۹)

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور اُولی الامر (یعنی اوصیاء نبی) کی اطاعت کرو جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا بھی ارشاد گرامی ہے:''طو بیٰ لمن ادرک قائم اهل بیتی وهو یأ تمّ به فی غیبته قبل قیامه . . . " (بحارالانوار ج۵۱ص۷۲ح۱۴.)

ترجمہ:''خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ہمارے اہلِ بیت کے قائم سے اس حالت میں ملاقات

کریں گے کہ اس کی غیبت میں اس کی اقتداء کرتے تھے"۔

امامِ جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:" **طوبیٰ لشیعته قا ئمنا المنتظرین لظهوره في غیبته و المطیعین له في ظهوره ...**" (بحارالانوار ج۵۲ ص۱۵۰)

ترجمہ:"خوش قسمت ہیں وہ شیعہ جو ہمارے صاحبِ امر کی غیبت میں اُسکے منتظر رہتے ہیں اور اُسکی اطاعت میں زندگی بسر کرتے ہیں"۔

جیسا کہ خود امامِ زمانہ (عجّل اللہ فرجہ) کا ارشادِ گرامی ہے:" **ولو انّ اشیاعنا وفّقهم الله لطاعته علیٰ اجتماع من القلوب في الوفاء با لعهد علیهم لماتاخّر عنهم الیمن بلقائنا**" (بحارالانوار ج۵۳ ص۱۷۷ ح۸)

ترجمہ:"ہمارے وہ شیعہ جنھیں خدا نے ہماری اطاعت کی توفیق عطا کی ہے اگر وہ اس اطاعت پر باقی رہیں تو وہ ہمارے دیدار سے محروم نہیں ہوں گے"۔

۴۔امام اور ان کے ساتھیوں سے محبت کرنا: جیسا کہ ارشادِ خداوندِ عالم ہے ﴿ **قل لا اسئلکم علیه اجراً الّا المودّة في القربیٰ** ﴾ (سورۂ شوریٰ آیہ ۲۳)

ترجمہ:" کہدو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کے عوض کوئی اجر نہیں مانگتا ہوں سوائے اس کے کہ تم لوگ میرے اقربا سے محبت کرو"۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" **طوبیٰ لمن ادرک قائم اهل بیتي و هو یأتمّ في غیبته قبل قیامه و یتولیٰ اولیائه و یعادي اعدائه**" (بحارالانوار ج۵۱ ص۷۲ ح۱۴)

ترجمہ:"خوش قسمت ہے وہ انسان جو ہمارے اہلِ بیتؑ کے قائم کی اس حالت میں زیارت کرے کہ اُسکی غیبت میں اسکی اقتدا کرتا ہو اور اسکے دوستوں سے دوستی اور اُسکے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہو۔

۵۔امام کے حقوق کوادا کرنا: جیسا کہ ہم دُعاءِ نُدبہ میں پڑھتے ہیں **" واعــنّــا عــلــیٰ تـأ دیة حقوقه الیه "** ترجمہ: "بارِالٰہا! اُن کے حقوق کوادا کرنے میں ہماری مدد فرما"

جیسا کہ امامِ زمانہ (عجّل اللہ فرجہ) نے شیخِ مفیدؒ کو جو خط لکھا اس میں آپؑ نے یوں لکھا: **" انّــه مــن اتّــقــی رٰبّــه ... و اخــرج مــمّــا عــلیه الیٰ مستحقّیه کان آ مناً فی الفتنة المبطلة "**(بحارالانوار ج ۵۳ ص ۱۷۶ ح ۷)

ترجمہ: بیشک جو شخص خوفِ خدا رکھتے ہوئے جو حقوقِ شرعیّہ اُسکی گردن پر ہیں اُنہیں ادا کرتا ہے تو ایسا شخص دین کو مٹانے والے فتنوں سے محفوظ رہے گا"۔

۶۔تقوا و پرہیز گاری کا اختیار کرنا: جیسا کہ قرآنِ مجید کا ارشاد ہے: ﴿ **انّ اکــرمــکــم عنداللہ اتقکم** ﴾(سورہ...آیت)

ترجمہ: "بیشک تم لوگوں میں اللہ کے نزدیک صاحبِ عزت وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے"۔

امامِ جعفر صادق علیہ السلام پرہیز گاری کو انتظارِ امام پر مقدّم کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں: **" اجتناب المحارم و انتظا ر الفر ج"** (خصال صدوقؒ ج ۲ ص ۷۹.)

دوسرے مقام پر آپؑ نے یوں ارشاد فرمایا: **" مــن ســرّ ان یــکــون مــن اصــحــاب الـقــائـم فلینتظر و الیعمل با لورع و محاسن الاخلاق وھو منتظر "**(بحار ج ۵۲ ص ۱۴۰.)

ترجمہ: "جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ قائمِ آلِ محمد (علیہم السلام) کے انصار میں شامل ہو اُسے چاہیّے کہ انتظار کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیز گاری اور خوش اخلاقی کو اپنا پیشہ قرار دے"

۷۔امام کی مدد کے لئے ہمیشہ آمادہ رہنا:

جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے: ﴿ **و اعدّوا لھم ما ستطعتم من قوّةٍ** ﴾(سورۂ انعام آیہ ۶۰.)

ترجمہ: "کفار و متکبر لوگوں سے مقابلے کے لئے جتنا ممکن ہو قوّت اور اسلحہ آمادہ کرو"۔

زیارتِ آلِ یٰسین میں بھی ہم یوں پڑتے ہیں " **و نصرتی معدّة لکم** "

ترجمہ: میری نصرت آپ کے لئے آمادہ ہے۔

اورخود امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کا ارشاد ہے: " **فما یحبسنا عنهم الّا ما یتّصل بنا ممّا نکرهه و لا نوئثره منهم** " (احتجاج طبرسی ج۲ص۶۰۲.)

ترجمہ: "ہمیں اُن سے پوشیدہ نہیں رکّھا ہے مگراُنکے ناپسند اعمال نے جن کی خبر ہم تک پہنچتی رہتی ہے".

۸۔غیبت امام میں بھی امام کا دفاع کرنا:

کیونکہ تاریخ میں ہمیشہ حق و باطل کی جنگ رہی ہے "**و کذٰلک جعلنا لکلّ نبیٍّ عدوّاً شیاطین الانس و الجنّ** (سورۂ انعام آیہ۱۱۲)

ترجمہ: "اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلیئے انس وجن کے دشمن قرار دیئے ہیں لہٰذا جب ہمارے امام کے دشمن ہیں تو ہمیں اپنے امام کا اُن سے دفاع کرنا ہوگا".

جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشادگرامی ہے: "**یحفّون به یقونه با نفهم فی الحروب و یکفّو نه ما یرید** " (ملاحم سید ابن طاؤس ص۵۲ ،بحار ج۵۲ ص۳۰۷ ح۸۲.)

ترجمہ: "امام کے چاہنے والے اپنے امام کو حلقے میں لیکر کے اُن کا دفاع کریں گے اپنی جانوں کو اُنپر فدا کریں گے اوراُن کی حفاظت کریں گے".

۹۔غیبت امام میں تقیّہ کو اپنانا: یعنی کسی طرح کا بھی دشمن کو موقع نہ دینا کہ وہ ہمارے امام کے بارے میں زہریلی زبان یا قلم استعمال کر سکے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے: " **التقیة من دینی و دین آبائی و لا ایمان لمن لا تقیّة له** " (وسائل ج۲ص۵۴۴، بحار ج۷۵ص۴۳۱ ح۹۲.)

ترجمہ: ''تقیہ کرنا میرا اور میرے اجداد کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ ایمان نہیں رکھتا''۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: '' انّ تسعة اعشار الدین فی التقیّة و لا دین لمن لاتقیّة له '' (وسائل ج۲ ص۵۴۴ بحار ج۷۵ ص۴۳۱.)

ترجمہ: ''دین کے نو حصّے تقیّہ میں ہیں لہٰذا جو تقیّہ نہیں کرتا وہ گویا دین نہیں رکھتا''۔

۱۰۔ غیبتِ امام میں صبر و استقامت سے کام لینا: یعنی دشمنوں کے طعنوں سے خوف زدہ نہ ہونا اور شک و تردید میں نہ پڑنا۔

جیسا کہ پیغمبر اکرم (ﷺ) کا ارشادِ گرامی ہے: '' طوبیٰ للصّابرین فی غیبته طوبیٰ للمتّقین علیٰ محبته '' (بحار ج۳۶ ص۳۰۶ ح۱۴۴ الزام الناصب ص۱۸) ترجمہ: ''خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو غیبتِ امام میں صبر سے کام لیتے ہوئے اپنے امام کی محبت پر باقی رہتے ہیں''۔

دوسرے مقام پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' انتظار الفرج بالصبر عبادة '' (بحار ج۵۲ ص۱۴۵) ترجمہ: ''صبر کے ساتھ انتظار کرنا عبادت ہے''۔

امام رضا علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے: ''ما احسن الصّبر و انتظار الفرج ... فعلیکم با لصّبر ...'' (بحار الانوار ج۵۲ ص۱۴۵)

ترجمہ: ''اپنے امام کے ظہور کے انتظار میں صبر کرنا کتنا اچھا ہے لہٰذا تم لوگوں کو چاہئے کہ صبر سے کام لو''۔

۱۱۔ غیبتِ امام میں فقہا اور علماء ربّانی کی پیروی کرنا: جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے کسی کے جواب میں اپنے چاہنے والوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا: ''و امّا الحوادث الواقعة فارجعوا فیها الیٰ رواة حدیثنا فانّهم حجّتی علیکم و انا حجّة الله علیهم '' (بحار ج۵۳ ص۱۸۱.) ترجمہ: ''پیش آنے والے حوادث میں ہمارے راویوں کی طرف رجوع کرنا کیوں

کہ وہ تم پر اور ہم اُن پر حجّت ہیں“۔

ایک اور مقام پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے یوں ارشاد فرمایا: ” **و امّامن کان من ا لفقھاءِ صائناًلنفسہ حافظاًلدینہ مخالفاً علیٰ ھواہ مطیعاً لامر مولاہ فللعوام ان یقلّدوہ** “(وسائل ج ۱۸ص ۹۴بحار ج۲ص ۸۸)۔

ترجمہ:”فقہاء و مجتہدین میں سے جو اپنے نفس کو بچانے والا اپنے دین کا محافظ اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کا مخالف ہو اور اپنے مولا کے حکم کا مطیع ہو تو عوام کو چاہیّے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کریں“۔

۱۲۔امام کے ظہور کی دعا کرتے رہنا چاہیّے: جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ارشادِ ربّ العزت ہوتا ہے:﴿**قل ما یعبئو بکم ربّی لو لا دعائکم** ﴾(سورۂ فرقان آیہ ۷۷)۔

ترجمہ:”کہہ دو کہ اگر تمہاری دُعائیں نہ ہوتیں تو میرے رب کو تمہاری پرواہ نہیں تھی“

دوسرے مقام پر قرآن میں ہم یوں پڑھتے ہیں:﴿**اَمّن یجیب المضطرّ اذا دعاہ و یکشف السّوءَ و یجعلکم خلفاء الارض** ﴾(سورۂ نمل آیہ ۶۲)۔

ترجمہ:”کون ہے جو مجبور و بے کس لوگوں کی فریاد کو سنتا ہے اور ان کی پریشانی کو دور کرتا ہے اور اُسی نے تم لوگوں کو زمین کا خلیفہ قرار دیا ہے“۔

امامِ زمانہ(عجّل اللہ فرجہ) کا ارشادِ گرامی ہے: ” **اکثروا الدّعاءَ بتعجیل الفرج ،فانّ ذٰلک فرجکم** “(کمال الدّین ج۲ص ۴۸۵)

ترجمہ:”میرے جلدی ظہور کی زیادہ سے زیادہ دعا کیا کرو، کیوں کہ میرے جلدی ظہور میں خود تم لوگوں کا فائدہ ہے“۔

اصول کافی اور بحارالانوار میں نقل ہے کہ غیبتِ امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) میں اس دُعا کو ہر نماز کے بعد مسلسل پڑھتے رہنا چاہیّے:” **اَللّھمّ عرّفنی نفسک فانّک ان لم تُعرّفنی**

نفسک لم اعرف نبیّک اَللّٰھمّ عرّفنی رسولک فانّک ان لم تعرّفنی رسولک لم اعرف حجّتک اَللّٰھمّ عرّفنی حجّتک فانّ ان لم تعرّفنی حجّتک ضللتُ عن دینکَ" (اصول کافی ج۱ص۳۳۷،بحارالانوار ج۱۴۶ص۷۰.)

ترجمہ: "اے اللہ تو مجھے اپنے آپ کی معرفت کرا کیوں کے اگر تو نے مجھے اپنے آپ کی معرفت نہیں کرائی تو میں تیرے رسول کو نہیں پہچان سکتا ہوں لہذا اے اللہ مجھے اپنے رسول کی معرفت کرا کیوں کے اگر تو نے اپنے رسول کی معرفت نہ کرائی تو میں تیری حجّت کو نہیں پہچان سکتا ہوں لہذا اے اللہ مجھے اپنی حجّت کی معرفت کرا کیوں کے اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت نہ کرائی تو میں تیرے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا".

امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے وسیلے سے حاجت طلب کرنے کا عمل

سید بن طاؤوس علی بن طاؤوس سے اور وہ حسن طبرسی سے نقل کرتے ہیں کہ امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) نے مہم حاجت کے طلب کرنے کے لئے اس عمل کی تاکید کی ہے وہ یہ کہ شبِ جمعہ آدھی رات کے بعد غسل کر کے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے جس کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے ﴿ایّاک نعبد و ایّاک نستعین﴾ کو ۱۰۰ مرتبہ تکرار کر کے پڑھے اور اسی طرح دوسری رکعت میں بھی پڑھے اور ذکرِ رکوع و سجود کو سات سات مرتبہ پڑھے نماز ختم کر کے اس دُعاء کو پڑھے تو سوائے قطع رحمی کی دُعا کے ہر دُعا انشاء... بارگاہِ پروردگار میں قبول ہوگی اور وہ دُعا یہ ہے: "اللّٰھمّ عظم البلاءُ وبرح الخفاءُ و انکشف الغطاءُ و ضاقت الارض بماوسعت السماءُ والیک یا ربّ المشتکیٰ وعلیک المعوّل فی الشّدّۃ والرّخاءِ، اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد و آلِ محمّد الّذین امر تنا بطاعتھم وعجّل اللّٰھمّ فرجھم بقائمھم واظھر اعزازہُ یا محمّد یا علی یا علی یا علی

یا محمّد اکفیا نی فا نّکما کا فیایَ یا محمّد یا علی یا علی یا محمّد اُنصرا نی فا نّکما نا صرایَ یا محمّد یا علی یا علی یا محمّد اِحفظا نی فا نّکما حافظا یَ یا مو لا یَ یا صاحب الزّمان ،یا مو لا یَ یا صاحب الزّمان یا مو لا ی یا صاحب الزّمان الغوث الغوث الغوث ادرکنی ادرکنی ادرکنی الامان الامان الامان ''اور پھر سجدے میں جا کر تضرّع وزاری کے ساتھ خدا سے دُعا کرے، بیشک یہ فضلِ پروردگار ہے ہم پر اور باقی لوگوں پر، (بحارج۹۱ص ۱۹۱،جمال الاسبوع ص ۱۸۱)

واقعات

۱۔زیارتِ امام سے مشرّف ہونے والی پہلی خاتون

جناب حکیمہ خاتون جو کہ نویں امام کی بیٹی اور دسویں امام کی بہن اور گیارویں امام کی پھوپھی ہیں وہ نقل کرتی ہیں کہ امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی شب ولادت امام حسن عسکریؑ نے مجھ سے فرمایا :اے پھوپھی امّا! آپ ذرا نرجس خاتون پر سورۂ قدر کی تلاوت کریں تو جیسے ہی میں نے ﴿**بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم انّا انزلنا ہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃالقدر**﴾ پڑھنا شروع کیا تو ایسا لگا کہ شکمِ مادر میں موجود بچہ بھی میرے ساتھ ساتھ اس سورۂ کی تلاوت کر رہا ہے اور جب وہ بچہ دُنیا میں آیا تو اُسکے دائیں بازو پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی ﴿**قل جا ء الحق و زھق الباطل انّ الباطل کان زھو قا**﴾ (سورۂ اسرا آیہ ۸۱) اور زمین پر آتے ہی وہ بچہ سجدے میں جا کر یوں گواہی دیتا ہے۔'' **اشھد ان لا الہ الّا اللہ ، وحدہ لا شریک لہ و انّ جدّ ی محمّدرسول اللہ و انّ ابی امیر المئومنین ولیّ اللہ** ''

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبودنہیں ہے سوائے اللہ کے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میرے جدّ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور میرے بابا اللہ کے ولی اور رسولِ خدا ﷺ کے جانشین

ہیں، اور پھر بچہ نے سر سجدے سے اُٹھا کر اس آیت کی تلاوت کی "شهد الله انّه لا اِلهَ اِلّا هو والملائكة واولوا العلم قائماً بالقسط لا اِلهَ اِلّا هو العزيز الحكيم ..اِنّ الدّين عندالله الاسلام "(سورہ بقرہ آیہ ۱۸۵)

ترجمہ: "اللہ گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اُس کے اور صاحبانِ علم بھی اس بات کی گواہی دینے والے ہیں کہ اُسکے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی عدالت کو قائم کرنے والا ہے جو غالب اور حکمت والا ہے بیشک اللہ کا پسندیدہ دین صرف دین اسلام ہے".

پھر اس آیت کی تلاوت کی: ﴿ونريد ان نمنّ على الذين استضعفوا فى الارض ونجعلهم آئمّة ونجعلهم الوارثين ..ونمكّن لهم فى الارض و نرى فرعون و هامان وجنودهما منهم ماكانوا يحذرون﴾ (سورۂ قصص آیہ ۵،۶.)

ترجمہ: "ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں اُن لوگوں پر جو زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں اُن کو امام بنائیں اور ہم اُنہیں وارث قرار دیں اور زمین میں امکانات فراہم کریں اور ہم نے فرعون وہامان اور اُنکے لشکر والوں کو وہ دکھایا جس سے وہ ڈرتے تھے".

۲۔حدیثہ خاتون کا خدمتِ امامِ زمانہ(عج) میں پہنچنا:

حدیثہ خاتون امام ہادی علیہ السلام کی زوجہ امام عسکری علیہ السلام کی مادرِ گرامی ہیں یہ بھی امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی ولادت کے وقت حاضر تھیں۔

شیخ صدوق: لکھتے ہیں کہ یہ خاتون بڑے مقام ومنزلت پر فائز تھیں اور ایک عرصہ تک امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) اور اُمت کے درمیان واسطہ رہی ہیں یعنی لوگ اُن سے آکر مسائل پوچھا کرتے تھے اسی لئے جب کسی نے امام عسکری (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد حکیمہ خاتون سے سوال کیا کہ اب ہم کس سے اپنے مسئلے حل کرائیں تو اُنھوں نے جواب دیا: " الى الجدّةِ.. اُمّ ابى

محـمـد -" یعنی: مادرِ امام عسکری علیہ السلام سے اور پھران خاتون کی وصیت کے تحت ان کو اُن کے شوہر امام ہادی علیہ السلام اور بیٹے امام عسکری علیہ السلام کے جوار میں دفن کیا گیا ہے شہر سامرّہ میں۔(ملاقت امام عصر(عج) ج۲ص۱۹۳) .

۳۔گناہ کے بعد خالص توبہ کرنے والی خاتون:

شعوانہ نامی عورت جو موسیقی سُنّے اور سنانے میں مشہور تھی اُس نے اپنی شاگردیں بھی تیار کی ہوئیں تھیں جن کے ذریعہ سے وہ کماتی تھی ایک دن وہ اپنی شاگردوں کے ہمراہ ایک واعظ کے گھر کے آگے سے گزری وہاں سے کچھ مرد وخواتین کے رونے کی آواز سُنی اس نے اپنی ایک شاگرد کو گھر سے خبر لانے کو بھیجا تو وہ شاگرد واپس نہیں لوٹی اس نے دوسری شاگرد کو بھیجا وہ بھی واپس نہ لوٹی یکی بعد دیگری وہ شاگردوں کو بھی بھیجتی رہی مگر جو بھی جاتی لوٹ کر نہیں آتی آخر کار وہ خود اس گھر میں داخل ہوئی تو اس وقت واعظ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿**بل کذّبو ابا السّاعة و اعتد نالمن کذّب با الساعة سعیراً اذا راتھم من مکان بعید سمعوا لها تغیظاً و زفیراً و اذاالقوا فیها مکا ناً ضیّقاً مقرّنین دعواهنا لک ثبوراً**﴾(سورہ فرقان آیہ۱۱)

ترجمہ:"ان لوگوں نے قیامت کو جھٹلایا اور جس نے بھی قیامت کو جھٹلایا اس کے لئے ہم نے جہنم کو تیار کر رکھا ہے جب جہنم ان لوگوں کو دور سے دیکھے گی تو وہ اور زیادہ جوش میں آئے گی وہ لوگ اس کی یہ حالت دیکھیں گے اور جب یہ لوگ زنجیروں سے جکڑ کر اس کی تنگ جگہ میں جھونک دیئے جائیں گے تو اس وقت وہ لوگ موت کو پکاریں گے".

یہ آیت سنکر تو شعوانی کی زندگی پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے وہ سارے گناہ والے کام چھوڑ کر خالص توبہ کی اس حد تک کہ اس کا جسم ضعیف و لاغر ہو گیا آخر میں وہ ایسی عابد و زاھد عورت ہوئی کہ خواتین کے درمیان وعظ و نصیحت کیا کرتی تھی اس کی وعظ و نصیحت کو سنّے دور دراز سے

خواتین و مرد آیا کرتے تھے اور وہ اس طرح سے وعظ و نصیحت کیا کرتی تھی کہ خود بھی روتی تھی اور سامعین بھی رویا کرتے تھے ایک دن کسی نے اس سے کہا کہ تم اتنا روتی ہو کہیں آنکھوں کی بینائی نہ کھو بیٹھو تو اس نے جواب دیا کہ ان آنکھوں کا دنیا میں اندھا ہو جانا بہتر ہے آخرت میں اندھا ہونے سے، (ریاحین الشریعہ ج۴ ص۳۶۴)

۴۔ عاقلہ زوجہ کی تلاش:

عقلاءِ عرب میں سے ایک شخص جس کا نام ''شَن'' تھا کافی عرصہ سے سمجھدار اور عاقلہ زوجہ کی تلاش میں تھا جو اس کو نہیں مل پا رہی تھی کسی سفر میں ایک شخص کے ہمراہ جا رہا تھا راستے میں 'شن' نے اپنے ہمسفر سے پوچھا کہ تم مجھے اُٹھاؤ گے یا میں تمھیں اُٹھاؤں؟ اُس نے جواب دیا کہ عجیب نادان ہو ہم دونوں سوار ہیں پھر بھی اس طرح کا سوال کر رہے ہو، تھوڑے سفر کے گزرنے کے بعد 'شن' نے دوبارہ سے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ جو گندم لوگوں نے جمع کر کے رکّھا ہوا ہے یہ کھایا جا چکا ہے یا نہیں؟ ساتھی نے کہا عجیب بیوقوفانہ سوال ہے ابھی گندم تازہ تازہ آمادہ ہوا ہے اور تم اُسکے کھائے جانے کا سوال کر رہے ہو، تھوڑا راستہ گزرنے کے بعد ایک جنازہ دکھائی دیا جسکو لوگ قبرستان کی طرف اُٹھائے چلے جا رہے تھے اُسے دیکھ کر 'شن' نے اپنے ساتھی سے پھر سوال کیا کہ یہ جنازہ مردہ ہے یا زندہ ہے؟ اسکے ساتھی کو تو اب اسکی نادانی پر یقین ہو گیا اور کہنے لگا عجیب بات ہے کہ مرے ہوئے کے بارے میں پوچھتے ہو کہ یہ زندہ ہے یا مردہ، آخر کار 'شن' کے ساتھی کا علاقہ آ گیا اُس نے 'شن' سے اصرار کیا کہ اسکے گھر چلے 'شن' نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اور اسکے ساتھ اسکے گھر گیا، 'شن' کے ساتھی نے گھر پہنچ کر اپنی بیٹی سے کہا کہ ایک بہت ہی نادان مہمان کو لایا ہوں اس نے سفر میں اس اس طرح کے سوالات کئے ہیں سوالات کو سن کر اس کی بیٹی نے کہا کہ بابا جان وہ تو بڑا عاقل انسان ہے اور پھر اس کے تینوں سوالوں کے اس طرح جواب پیش کئے

کہ اس کا اپنے پہلے سوال سے مقصد یہ تھا کہ آپ مجھ سے گفتگو کرو گے یا میں آپ سے گفتگو کروں تا کہ سفر آسانی سے کٹ سکے اور دوسرے سوال سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اس محصول کے مالکین نے اس محصول کے پیسے لیکر کھا لئے ہیں یا نہیں اور تیسرے سوال سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اس مردے کا کوئی بیٹا ہے کہ اسکے نام کو زندہ رکھ سکے یا نہیں یہ شخص اپنی بیٹی سے جوابات سن کر اپنے ساتھی 'شن' کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اب میں تمہیں تمہا رے سوالات کے جوابات دیتا ہوں، 'شن' نے کہا کہ: دیں، جب اس نے جوابات دیئے تو 'شن' نے سنکر کہا کہ یہ جوابات خود آپکی طرف سے نہیں ہیں ذرا یہ بتائیں کہ یہ جوابات کس نے دیئے ہیں اس نے بتایا کہ یہ جوا بات میری بیٹی نے دیئے ہیں، تو 'شن' نے کہا کہ میں اپنے مقصد کو پہنچ گیا یہ کہکر اس نے اپنے ہمسفر ساتھی کی لڑکی کے لئے اپنا رشتہ پیش کیا اس طرح سے اس نے اپنے لئے عاقلہ زوجہ کو تلاش کرلیا اور شادی کر کے خوش وخرّم اپنے گھر کو لوٹا۔ (سرمایہ سخن ج۲ ص ۳۴۵.)

۵۔ شوہر کی فرمابردار زوجہ:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: پیغمبر اسلام ﷺ کے زمانے میں انصار میں سے ایک شخص کسی کام سے سفر پر گیا ہوا تھا اور زوجہ سے تاکید کر کے گیا تھا جبتک میں سفر سے واپس نہ آجاؤں تم گھر سے باہر نہ نکلنا اُسکے جانے کے بعد کسی نے اُسکی زوجہ سے آکر کہا کہ تمہارے والد کی طبیعت خراب ہے اُس عورت نے کسی کو پیغمبر ﷺ کے پاس اور باپ کی عیادت کو جانے کی اجازت چاہی پیغمبر ﷺ نے جواب دیا کہ گھر ہی میں رہو اور شوہر کی اطاعت کرو دوبارہ کسی نے آکر خبر دی کہ تمہارے والد کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے اس نے دوبارہ سے کسی کو پیغمبر ﷺ کے پاس بھیجا اور اجازت مانگی مگر پیغمبر ﷺ نے اس دفعہ بھی اجازت نہ دی، پھر کسی نے آکر اسے خبر دی کہ تمہارے والد کا انتقال ہوگیا ہے اس نے اس بار بھی کسی کو پیغمبر ﷺ کے پاس بھیجا مگر

پیغمبرﷺ نے اس بار بھی اسے گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا لہٰذا وہ اس بار بھی پیغمبرﷺ کے فرمان کے تحت صبر کر کے رہ گئی تب پیغمبرﷺ نے کسی کو اِس خاتون کے گھر پر یہ خوش خبری سنانے کو بھیجا کہ تیری اپنے شوہر کی اس فرمابرداری کے نتیجے میں خدا نے تیری اور تیرے باپ کی مغفرت فرمائی ہے۔ (محجۃ البیضاء ج۳ص۱۳۲)

۶۔عاقل ومہربان زوجہ:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نقل فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا جسکی زوجہ بھی صالحہ خاتون تھی ایک رات اُس مرد نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اُس سے کہہ رہا ہے کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری بقیہ عمر میں آدھی عمر میں پریشانی اور تنگدستی اور دوسری آدھی زندگی میں خوشحالی اور مال کی فراوانی قرار دی ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ پہلے کونسی اختیار کرتے ہو، مردِ صالح نے کہا کہ میں اپنی زوجہ سے مشورہ کر کے بتاؤں گا جب وہ صبح بیدار ہوا تو اُس نے اپنی زوجہ سے خواب کو بیان کر کے مشورہ کیا تو اس کی زوجہ نے کہا پہلے خوشحالی اور مال کی فراوانی والی زندگی کو مانگو جب دوسری شب دوبارہ وہ شخص اسکے خواب میں آیا تو اس نے بیوی سے مشورہ کی ہوئی خواہش کو بیان کیا اُس نے کہا ٹھیک ہے دوسرے ہی دن سے اُنکے مال ودولت میں اضافہ ہونے لگا اس طرح سے انکی زندگی اچھی طرح سے گزرنے لگی، اُس مرد صالح کی عاقل ومہربان زوجہ نے اس سے کہا کہ اب جب ہماری زندگی اس طرح سے خوشحال طریقے سے گزر رہی ہے تو ہمیں چاہیے کہ رشتہ داروں اور ہمسایوں اور فقراء کی بھی مدد کریں، شوہر نے بھی کہا ٹھیک ہے اور دونوں اس نیکی میں مل کر کام کرنے لگے کچھ عرصہ بعد دوبارہ پہلے والا شخص خواب میں آیا اور کہنے لگا خدا نے تمہاری نعمت کی قدردانی اور لوگوں کے احسان وانفاق کے نتیجے میں خدا نے تمہاری باقی سختی والی زندگی کو بھی اسی طرح کی خوشحال زندگی سے بدل دیا ہے۔ (بحارالانوار ج۱۴ص۱۹۱)

۷۔ باپ اور بیٹی سے ملنے والا درس:

اُمّ سلمہؓ نقل کرتی ہیں کہ ایک دن میں اور میمونہ (یہ دونوں ازواج پیغمبرﷺ ہیں) دونوں پیغمبرﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ پیغمبرﷺ کے نابینا صحابی ابن مکتوم آنحضرتﷺ سے ملنے آئے آپ ؐ نے ہم سے کہا کہ ذرا احتیاط کرنا، ہم نے کہا یا رسول اللہﷺ وہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھ سکتے آنحضرتﷺ نے فرمایا مگر تم لوگ تو اس کو دیکھ سکتی ہو(بحارالانوار ج ۴۳ ص ۲۹۱)۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ناقل ہیں کہ ایک دن پیغمبر اسلامﷺ اپنے نابینا صحابی کے ہمراہ ہمارے گھر تشریف لائے تو فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے پردہ کرلیا رسول اللہﷺ نے اُن سے کہا بیٹی یہ تو نابینا ہے تمھیں نہیں دیکھ سکتا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا بابا جان وہ مجھے نہیں دیکھ سکتا ہے مگر میں تو اُسے دیکھ سکتی ہوں اور دوسری بات یہ کہ وہ دیکھ نہیں سکتا ہے مگر نامحرم کی بو تو سونگ سکتا ہے یہ سنکر پیغمبرﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کے تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے ۔(بحارالانوار ج ۱۰۴ ص ۳۷)

۸۔ ضعیفہ کا امام کی زیارت سے مشرّف ہو کر سوال کرنا:

ایک ضعیفہ خاتون جو قدیم الایّام سے مسجد جمکران جایا کرتی تھیں پہلے کیوں کہ مسجد بھی چھوٹی تھی اور لوگ بھی کم آتے تھے اتفاق سے جب وہ کافی عرصہ بعد مسجد جمکران گئی تو دیکھا کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہیں کثیر جمعیت کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی اور دل ہی دل میں کہا: اے امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) ماشاء اللہ اب آپ کے چاہنے والے کتنے زیادہ ہو گئے ہیں رات کو اعمال کے بعد جب وہ سوئی تو خواب میں حضرت کو دیکھتی ہے تو پھر وہی مبارک باد پیش کرتی ہے حضرت اُس سے فرماتے ہیں یہ جو جمعیتِ کثیر تم دیکھ رہی ہو یہ سب اپنے اپنے کاموں سے آئے ہیں کوئی بھی میرے لئے نہیں آیا ہے یہ کہہ کر امام نے اشارہ کیا آؤ چل کر خود لوگوں سے سوال کرتے ہیں اب

جو جا کر ہم لوگوں نے تمام لوگوں سے پوچھنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ کوئی اولاد کیلیئے تو کوئی شادی کیلیئے تو کوئی شفایابی کیلیئے اور کوئی مال وثروت وغیرہ کی دعاؤں کیلیئے آئے ہوئے ہیں، کوئی بھی امام کی سلامتی کی دُعا یا امام کے جلد ظہور کی فکر اور دُعا کرنے کی طرف توجّہ نہیں کر رہا ہے حضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھا تم نے جن لوگوں کو تم میرا شیدائی سمجھ رہیں تھیں اُن کی کیا حالت ہے جبکہ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیّے کہ خود میرا جلد ظہور اُنکی پریشانیوں اور مصیبتوں کے دور ہونے کا وسیلہ ہوگا اسی اثناء میں ہم نے مسجد کے ایک گوشہ میں ایک عالمِ دین کو دیکھا جو اپنے سر کو اپنے زانوؤں پر رکّھے مناجات میں مصروف ہیں جیسے ہی امام اُنکے قریب گئے تو اُن عالمِ دین نے اُٹھ کر امام کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا اور روتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہاں ہیں آپ اے فرزندِ زہرا (س) کہ میں تو آپ کی زیارت کو ترس گیا ہوں، امام نے اُن سے پو چھا کہ آپ کی اور بھی کوئی حاجت ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں میری اور کوئی حاجت نہیں ہے، تو امام نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ضعیفہ اب بتاؤ ان جیسے اس پوری مسجد میں کتنے افراد ہیں جو صرف میری زیارت کو آئے ہوئے ہیں؟ (تجلیگاہ امام زمان (عج) ص ۱۱۹)

زوجہ پر شوہر کے حقوق

۱۔قال النبی :" حقّ الرّجل علی المرأۃ انارۃ السراج واصلاح الطعام وان تستقبلہ عند باب بیتھا فترحّب بہ وان تقدّم الیہ الطشت والمندیل

والوان توضأه وان لا تمنعه نفساً اِلّا بن علّة" (مکارم الاخلاق ج۱،ص۲۴۶)

ترجمہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زوجہ پر شوہر کا حق یہ ہے کہ وہ اُس کے لئے چراغ جلائے، کھانا تیّار کر کے رکھے، دروازے پر اُس کا انتظار کرے، اُس سے مہربانی سے پیش آئے، اُسکے لئے بستر کو آمادہ کرے، اُس کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرے، اُس کو اپنے سے منع نہ کرے بغیر کسی سبب کے".

۲. قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: " ایّما امرأة آذت زوجها بلسانها لم یقبل الله منها صرفاً ولا عدلاً وحسنة من عملها حتیٰ یرضیٰ منهاوان صامت نهارها وقامت لیلها واعتقب الرقاب وحملت علیٰ جیاد الخیل فی سبیل الله، فکانت اوّل من یرد النار وکذالک الرجل اذا کان لها ظالماً" (مکارم الاخلاق ج۱،ص۲۰۶)

ترجمہ: "جو بھی عورت اپنی زبان کے ذریعہ سے اپنے شوہر کو اذیت پہنچاتی ہے اللہ اُس کی نماز کو قبول نہیں کرتا ہے اور اسکی کوئی نیکی قبول نہیں کرتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے اگر چہ یہ عورت دن بھر روزے میں اور رات بھر عبادت میں ہی کیوں نہ گزارے، غلام آزاد کرے اور اچھے گھوڑوں پر سوار ہو کر راہِ خدا میں جہاد ہی کیوں نہ کرے، ایسی عورت سب سے پہلے جہنم میں جائے گی اسی طرح اگر مرد عورت پر ظلم کرے تو اُس کا بھی یہی انجام ہوگا".

۳. قال الامام الباقر علیه السلام: " جائت امرأة الیٰ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقالت: یا رسولاللهؐ ما حقّ الزّوج علی المرأة؟ فقال لها: ان تطیعه ولا تعصیه ولا تتصدّق من بیتها بشيءٍ الّا با ذنه ولا تصوم تطوّعاً اِلّا با ذنه ولا تمنعه نفسهاولا تخرج من بیتها اِلّا با ذنه فان خرجت بغیر اذنه لعنها ملا ئکة السماءِ و ملا ئکة الارض و ملائکة الرحمة حتیٰ ترجع الیٰ بیتها" (وسائل الشیعہ ج۱۴،ص۱۵۴ح۵)

) ترجمہ: ''امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک دفعہ کسی عورت نے پیغمبر اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول شوہر کے زوجہ پر کیا حقوق ہیں تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُس کی اطاعت کرو، نافرمانی نہ کرو، اُسکی اجازت کے بغیر کوئی چیز صدقہ نہ دو، مستحب روزے اُسکی اجازت کے بغیر نہ رکھو، اُس کو اپنے آپ سے منع نہ کرو، اُس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلو، اگر کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی ہے تو جب تلک وہ واپس نہیں آجاتی زمین و آسمان اور ملائکہ رحمت سب اُس پر لعنت کرتے رہتے ہیں''.

۴. **قال النبی ﷺ: من صبر علی سوء خلق امرأته اعطاه الله من الاجر ما اعطی ایوب علیٰ بلاء ہ ومن صبرت علیٰ سوء خلق زوجها اعطاها الله مثل ثواب آسیة بنت مزاحم**'' (مکارم الاخلاق ج۱، ۲، ص ۲۵۴)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی زوجہ کی بداخلاقی پر صبر کرے گا تو اُسے صبر ایّوب کا سا ثواب دیا جائے گا اسی طرح جو عورت اپنے شوہر کے بُرے اخلاق کو تحمّل کرے گی تو اُسے آسیہ بنت مزاحم کا سا ثواب دیا جائے گا''

۵. **قال النبی ﷺ: وَیل لامراۃ اغضبت زوجها و طوبیٰ لامراۃ رضی عنها زوجها**'' (بحار ج ۱۰۳ ص ۲۴۶ ح ۲۴)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: لعنت ہو اس عورت پر جو اپنے شوہر کو ناراض کرتی ہے اور خوش قسمت ہے وہ عورت جس سے اس کا شوہر راضی ہو۔

۶. **قال النبی ﷺ: لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجها**'' (اصول کافی ج ۵ ص ۵۰۸ ح ۶)

ترجمہ: ''پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی کو حکم کرتا کے کسی کے آگے سجدہ کرے تو

میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کے آگے سجدہ کرے۔

۷.قال النبیﷺ:ما من امراة تسقیِ زوجھاشربةَماءٍاِلّا کان خیرًا لھا من سنة صِیامِ نھارِھاوقیامِ لیلھاوبنی اللہ لھا بکلّ شربةٍ تسقیٰ زوجھا مدینة فی الجنة و غفرت لھا ستّون خطیئة' (ارشادالقلوب ۱/۱۷۵)

ترجمہ:''پیغمبر اسلامﷺ نے ارشادفرمایا: زوجہ کا اپنے شوہرکو پانی پلانا اسکے لئے ایک سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے جس کے دنوں میں روزے رکھے ہوں اورراتیں عبادت میں گزاری ہوں اوراللہ اسکے اس ہر گھونٹ کے عوض جوشوہراس پانی سے پیتا ہے زوجہ کے لئے بہشت میں ایک شہر قرار دیا جاتا ہے اوراسکے اس کام کے سبب اسکے ساٹھ سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۸. قال الامام الصاق علیه السلام:ملعونةٌ ملعونةٌ امراةتوذّی زوجھاو تُغمّه وسعیدةٌسعیدةٌ تُکرم زوجھا ولا توء ذیه و تُطیعُهُ فی جمیع احواله'' (بحار ج۱۰۳ص۲۵۳ح۵۵)

ترجمہ:''امام جعفرصادق علیہ السلام نے ارشادفرمایا: ملعونہ ہےملعونہ ہے وہ عورت جواپنے شوہرکو اذیت پہنچاتی ہےاورغمگین کرتی ہےاورخوش قسمت ہےخوش قسمت ہے وہ عورت جواپنے شوہرکا احترام کرتی ہےاوراسےاذیت نہیں کرتی ہےاور ہرحال میں اپنے شوہرکی اطاعت کرتی ہے۔

شوہر پر زوجہ کے حقوق

۱ .قال النبیﷺ:''مَا زَالَ جَبْرَئِیلُ یُو صِینِی بِا لْمَرْأةِ حَتّیٰ ظَنَنْتُ أنَّهُ لَا یَنْبَغِی طَلَا قُھَا اِلّا مِن فَا حِشَةٍ مُبَیِّنَةٍ'' (بحارج۷۸ص۲۳۷)

ترجمہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :''جبرئیلؑ نے مجھے عورت کے بارے میں اتنی زیادہ نصیحت کی کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ کہیں اُسے طلاق دینا صحیح نہ ہو مگر یہ کہ وہ اعلانیہ گُناہ کی مرتکب ہو۔

۲. قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :''حَقُّ الْمَرْأۃِ عَلیٰ زَوجِھَا أن یَسُدَّجوعَتَھَا وَ أن یَسْتُرَعورَتَھَاوَلا یُقَبِّحَ لَھَا وَجُھًا'' (بحارج ۱۰۳ص ۲۵۳)

ترجمہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :''شوہر پر زوجہ کا حق یہ ہے کہ اُسکے لئے کھانے اور لباس کا بندوبست کرے اور اس سے تلخ رویّہ اختیار نہ کرے۔

۳۔ قال الامام زین العابدین علیہ السلام:''وَأَمَّا حَقُّ الزُّوجَۃِ فَأن تعلَم اَنَّ اللہ عَزَّ و جَلَّ جَعَلَھَا لَکَ سَکَناً وَاُنُساًفَتَعْلَم أنَّ ذَالِکَ نِعْمَۃٌ مِنَ اللہ عَلَیْکَ فَتُکرِمَھَا وتَرفُقَ بِھَا وَاِن کَانَ حقُّکَ عَلَیھَا أَوْجَبَ فَاِنَّ لَھَا عَلَیکَ أَن تَرحَمَھَا '' (بحارج ۷۴ص ۵)

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:''تم پر زوجہ کا حق یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ خُدا نے تمہاری زوجہ کو تمہارے لئے آرام اور اُنس کا ذریعہ قرار دیا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ بھی خُدا کی نعمت ہے جو خُدا نے اُسے عطا کی ہے لہٰذا تمہیں چاہیّے کہ اس کا خیال رکھو اور اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آؤ اگر چہ تمہارے حقوق اسپر زیادہ واجب ہیں لیکن اس کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اس کے ساتھ مہربان رہو۔

۴۔ قال الامام الصاق علیہ السلام:''مَن حَسُنَ بِرَّہ ُ بِاَھلِہِ زَادَ اللہُ فِی عُمُرِہِ'' (الخصال ص ۸۸ ح ۲۱)

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:''جو بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ نیکی کے ساتھ پیش آتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکی عمر میں اضافہ کر دیتا ہے''

۵.قال النبی(صلی اللہ علیہ وسلم): ''جُلُوسُ ا لمَرءِ عِندَعِیَالِهِ اَحَبُّ اِلَی اللهِ تَعَالٰی مِن اعتِکَافٍ فِي مَسجِدِی هٰذَا'' (تنبیہ الخواطر ج۲ص۱۲۲)

ترجمہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مرد کا اپنے اہل وعیال کے پاس بیٹھنا اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل ہے مسجد میں اعتکاف کیلئے بیٹھنے کی نسبت''

۶۔قال النبی(صلی اللہ علیہ وسلم): ''مَن صَبَرَ عَلٰی سُوءِ خُلُقِ اِمرَاَتِهِ وَاَحتَسَبَهُ اَعطَاهُ اللهُ تَعَا لٰی بِکُلِّ یَومٍ و لَیلَةٍ یَصبِرُ عَلَیهَا مِنَ الثَّوَابِ مَا اَعطیٰ اَیُّوبؑ عَلیٰ بَلَائِهِ وَ کَانَ عَلَیهَا مِنَ الوِزرِ فِی کُلِّ یَومٍ وَ لَیلَةٍ مِثلُ رَملٍ عَالِجٍ'' (ثواب الاعمال ص۳۳۹ح۱)

ترجمہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی خُدا کی خُوشنودی کی خاطر اپنی زوجہ کی بد اخلاقی پرصبر سے کام لیتا ہے توخُدا اُسکے صبر کے نتیجے میں اُسے صبرِ ایوّب کا سا ثواب دیتا ہے اور زوجہ کی بداخلاقی کے نتیجے میں تمام ریگستان کے کنکروں کے برابر اس کے نامہ اعمال میں گُناہ لکھے جاتے ہیں''

۷. قال الامام الباقر علیه السلام: ''مَا اَفَادَعَبدٌ فَائِدةٌ خَیراًمِن زَوجَةٍ صَا لِحةٍ: اِذَا رَآهَا سَرَّتهُ وَاِذَا غَابَ عَنهَا حَفِظَتْهُ فِي نَفسِهَا وَ مَا لِه '' (بحارج۱۰۳ص۲۲۲ح۳۷)

ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''بندہِ مومن کیلئے صالح زوجہ سے بڑھکر کوئی بہتر کوئی تحفہ نہیں کہ جسے دیکھ کر اُسے خُوشی حاصل ہو اور اُسکی عدم موجودگی میں اپنے اور شوہر مال کی حفاظت کرے''

۸. قال الامام الصاق علیه السلام: ''اَغلَبُ الاَعدَاءِ لِلمومِنِ زَوجَةُالسُّوءِ'' (الفقیه ج۳ص۳۹۰ح۴۳۷۰)

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''ایک مومن کیلئے بدترین دُشمن اُسکی بُری زوجہ

ہے"۔

۹ . قال الامام الصاق علیه السلام:"من ضرب امراةً بغیر حقٍّ فانا خصمه یوم القیامة لا تضربوا نسائکم فمن ضربهم بغیر حقٍّ عصی اللهَ و رسوله"(ارشادالقلوب ۱/۱۷۵)

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:'جو اپنی زوجہ کو ناحق مارتا ہے میں قیامت کے دن اس سے لڑوں گا لہذا اپنی بیویوں کو نہ مارو جو انہیں ناحق مارتا ہے اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔

حضرت علی علیہ السلام کی نگاہ میں عورت اور مرد کا فرق

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ۳۶ھ کے جمادی الثانی کے مہینہ میں جب جنگ جمل سے واپسی پر شہر بصرہ کی شورش ختم ہونے کے بعد بصرہ پہنچے تو بصرہ کی مسجد میں مرد و عورتوں کے درمیان فرق کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:"**معاشر الناس انّ النساء نواقص الایمان و نواقص الحظوظ و نواقص العقول فاَمّا نقصان ایمانهنّ فقعودهنّ عن الصلواة والصّیام فی ایّام حیضهنّ،واَمّا نقصان عقولهنّ فشهادة امرأتین کشهادة الرّجل الواحد وِامّا نقصان حظوظهنّ فمواریثهنّ ولی الانصاف من مواریث الرّجال**"(نہج البلاغہ خ ۸۰)

ترجمہ:"اے لوگوں عورتیں مردوں کے مقابل میں مال اور عقل کے اعتبار سے مردوں کی نسبت فرق پایا جاتا ہے) ایمان کا فرق اس طرح سے ہے کہ عورتیں اپنے ایّامِ حیض میں نماز وروزہ سے دور رہتی ہیں، عقل کا فرق اس طرح سے ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے

اور مال کے لحاظ سے فرق اس طرح ہے کہ عورت کو مرد کی نصف میراث ملتی ہے"

ایک اور مقام پر حضرت علی علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند امام حسن علیہ السلام سے عورتوں کے بارے میں یوں سفارش فرماتے ہیں: "وَاکفُف عَلَیھِنَّ مِن اَبصَارِ ھِنَّ بِحِجَابِکَ اِیَا ھُنَّ فَاِ نَّ شِدَّہ ا لحِجَابِ اَبقِی عَلَیھِنَّ وَلَیسَ خُرُوجِھِنَّ بِاَشَدَّ مِن اِدخَالِکَ عَلَیھِنَّ وَ اِن ِ استَطَعتَ اَن لَا یَعرِفنَ غَیرَکَ فَا فعَل "(فلسفہ حجاب ص۱)

ترجمہ: عورتوں کو پردے میں رکھتے ہوئے اُنکی نگاہوں کو محدود رکھو کیوں کہ کامل حجاب میں ان کا رہنا اُنکی عفت و پاک دامنی میں بہت تاثیر رکھتا ہے اور گھر سے باہر اُنکی رفت و آمد تمہارے اُنپر شدید خطرے سے خالی نہیں ہے لذا اگر ہو سکے تو ایسا کرو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ پہچان سکیں۔

ایک اور مقام پر آپؑ اہلِ عراق کو مخاطب کرتے ہوئے یوں نصیحت فرماتے ہیں: "یَـا اَھـلَ العِـرَاقِ نَبَّئتُ اَنَّ نِسَا ئِکُم یُدَافِعنَ الرِّجَالَ فِی الطَّرِیقِ اَمَا تَستَحیُونَ وَلَا تَغَارُونَ ؟نِسَائُکُم یَخرُجنَ اِلی الاَسوَاقِ وَیُزَاحِمنَ العُلُوجِ"(بحارالانوار ج۷۶ ص۱۱۵ ح۷)

ترجمہ: اے عراق کے لوگوں مجھے خبر ملی ہے کہ تمہاری عورتوں کا راستوں میں نامحرم مردوں سے سامنا ہوتا ہے کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ تمہاری عورتیں بازاروں میں جاتی ہیں اور بیمار دل اور شہوت ران افراد سے اُن کا سامنا ہوتا ہے۔

دوسرے مقام پر آپ نصیحت کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں: "لَا تَـزَالُ ھٰـذِہِ الاُمَّۃِ بِخَیرٍ مَا لَم یَلبَسُو الِبَاسَ العَجَمِ وَ یَطعَمُوا اَطعَمَہَ العَجَمِ فَاِذَا فَعَلُوا ذَالِکَ ضَرَبَھُم اُللہُ بِا لذُّلِّ"(المحاسن ج۱ ص۱۱۵)

ترجمہ: یہ اُمت اُس وقت تک خیر و نیکی پر رہے گی جب تلک بیگانہ لوگوں کے لباس نہ پہنے اور انکی

غذائیں نہ کھائے اور جیسے ہی اس نے انکے لباس پہننا شروع کیئے اور انکی غذائیں کھانا شروع کیں تو خدا انہیں ذلیل ورُسوا کردے گا۔

قرآن میں مرد کی عورت پر برتری

سورہ نساء کی آیت نمبر۳۴ میں یوں ارشاد ہوا: ''اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعضَھُم عَلٰی بِعضٍ وَ بِمَا اَنفَقُوا مِن اَموَالِھِم فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِلغَیبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ وَالّٰتِی تَخَافُونَ نُشُوزَ ھُنَّ فَعِظُو ھُنَّ وَاھجُرُوھُنَّ فِی المَضَاجِعِ وَاضرِبُو ھُنَّ فَاِن اَطَعنَکُم فَلَا تَبتَغُوا عَلَیھِنَّ سَبِیلاً اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیّاً کَبِیراً''

ترجمہ: مرد عورتوں پر حاکم ہیں ان فضیلتوں کی بنا پر جو خدا نے بعض کو بعض پر دی ہیں اور اس بنا پر کہ انھوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے لہذا نیک عورتیں وہی ہیں جو شوہروں کی اطاعت کرنے والی اور ان کے پیٹ پیچھے ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہیں جن کی خدا نے حفاظت چاہی ہے اور جن عورتوں کی نافرمانی کا خطرہ ہے انہیں موعظہ کرو انہیں خواب گاہ میں علٰحدہ کردو اور مارو اور پھر اگر اطاعت کرنے لگیں تو کوئی زیادتی کی راہ تلاش نہ کرو کہ خدا بزرگ و برتر ہے۔

نکتہ: آیت میں رجال سے مراد شوہر اور نساء سے مراد بیویاں ہیں۔قوّام حاکم کو کہا جاتا ہے اور اس حکومت ذاتی فضیلت کے علاوہ نفقہ ہے جو شوہر کے ذمّہ ہے اور زوجہ کے ذمّہ نہیں ہے عورت کی نافرمانی کے تین علاج اس آیت میں بتائے گئے ہیں:

۱۔اُسے نصیحت کرے۔

۲۔اگر پہلی صورت کا اثر نہ ہو تو اسے اپنے پہلو میں لٹانا چھوڑ دے۔

۳۔اگر اس سے بھی اثر نہ ہو تو ہلکی سی پٹائی بھی کردے لیکن اسکی نافرمانی جائز مطالبات میں ہو

ورنہ عورت سے ناجائز مطالبات میں حاکمِ شرع شوہر کو سزاء دے گا۔

دورِ حاضر میں عورت کی آزادی کا تصور

زمانِ حاضر میں مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر عورتیں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کو اپنے لئے توہین سمجھتی ہیں کیوں کہ مغرب کی اسلام کُشی مسموم اور تیز ہوا اُنہیں مردوں کے دوش بدوش چلنے کی طرف مسلسل ڈھکیلے جارہی ہے اور اسلامی تعلیمات سے برسرِ پیکار ہونے والے مرد بھی صرف اپنی خواہشاتِ نفسانی کی تسکین کی سہولت کی خاطر اسی قسم کے نعرے لگاتے نظر آتے ہیں حالانکہ خداوند کریم نے عورت و مرد کو جو علٰحدہ علٰحدہ خصوصیات عطا فرمائی ہیں اُن سے آگے قدم بڑھانے کی جرءَت کرنا خدائی فیصلہ کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے اس نے اپنی حکمتِ کاملہ سے عورت کے وجود کو ایسے سانچے میں ڈھالا ہے کہ گھر کے اندرونی کام کو سنبھالنے کی ذمہ داری کا بوجھ برداشت کرسکتی ہے اور اپنی چاردیواری کے اندر اپنے فرائض کی ادائگی اس کے نمایاں مقام پر فائز ہونے کی دلیل ہے اسکے برخلاف اس نے مرد کی ساخت ایسی رکھی ہے کہ وہ گھریلو زندگی کے سنوارنے کے علاوہ بیرونی میل جول سے اپنے نمایاں کردار کے ذریعہ اپنی خداداد استعداد کو عمل میں لاکر اپنے لئے ایک بلند مقام حاصل کرے اور اخلاق و کردار کی تعمیر کے ذریعہ انسانیت سے حیوانیت و درندگی کے بدنما داغ دھوکر کائنات میں امن وامان قائم کرے۔

مولائے کائنات حلّالِ مشکلات حضرت علی علیہ السلام نے عورت و مرد کی پوزیشن کو ایک مختصر سے جملہ میں یوں واضح فرمایا ہے "حُسنُ الرِّجَالِ فِی عُقُولِهِم وَ عُقُولُ النِّسَاءِ فِی حُسنِهِنَّ" (بحارالانوار ج ۱)

ترجمہ: مردوں کا حُسن انکی عقلوں میں مضمر ہے اور عورتوں کی عقلیں ان کے حُسن کے پردہ میں ہیں۔ اس جملہ کی کئی توجیہات ہوسکتی ہیں:

۱۔ مرد کے لئے جوہرِ انتخاب جو اس کی امتیازی حیثیت کا نشان ہے وہ عقل ہے یعنی مرد عقل و خرد سے ہی اپنی محبوبیت کا سکّہ جما سکتا ہے اور اس کی دانائی و عقلمندی اس کا کمال اور زیورِ حُسن ہے لیکن اس کے برخلاف عورت کا جوہرِ امتیاز جو اس کی قدر و منزلت کا موجب ہے وہ اس کا حُسن ہے یعنی عورت کی خوبصورتی ہی اس کی محبوبیت کا سبب ہوتی ہے۔

۲۔ مرد کے لئے مایہ ناز اور سرمایہ افتخار عقل ہے اور اسی عقل و دانش کے بل بوتہ پر مرد دوسروں پر سبقت لے جانے کا اہل ہوتا ہے لیکن اس کے برخلاف عورت کی سبقت کا معیار اور مدارِ رفعت اس کا حُسن ہوتا ہے اور وہ صرف حُسن و صورت کی بناء پر ہی مقامِ افتخار میں قدم رکھ سکتی ہے۔

۳۔ مرد کی عقل و دانش سے اسکی خوبیاں منظرِ عام پر آتی ہیں لیکن عورت کے حُسنِ منظر سے متاثر ہو کر اس کی عقل و خرد سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔

۴۔ مرد کی دانشمندی اس کو اپنے فرائض سے روشناس کراتی ہے اور عورت کا حُسن اس کو اپنے فرائض سے غافل کرنے کا موجب بنتا ہے۔

۵۔ مرد عقل کو اپنے مقبولِ عام ہونے کا ذریعہ قرار دیتا ہے اور عورت کی عقل اس کو صرف اپنے حسنِ ظاہری کے اضافہ کی طرف دعوت دیتی ہے یعنی مرد کی سوچ بچار اپنی دنیوی یا اُخروی فلاح و بہبود میں ہوا کرتی ہے جو اُس کا حقیقی حُسن اور عورت کی تمام تر توجہ اپنے بناو سنگھار میں صرف ہوتی ہے جو اس کی ظاہری چاہت کا ہی ذریعہ ہے۔

لہذا دونوں فریقین کو اپنے اپنے مقام پر رہنا زیبا دیتا ہے لہذا عورت کا اپنے مخصوص فرائض کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا اس کی شرافت اور فطری خوبی ہے اور عورت کا اسلامی زندگی کو غلامی سے تعبیر کرنا کم اندیشی ہے بلکہ اس کا اپنی حدودِ معیّنہ سے گذر کر مردوں کے دوش بدوش رہنے کا جذبہ اس کی فطرت سے کھلی ہوئی بغاوت ہے اور اس کے اس خیال کو آزادی کے نظریہ سے تعبیر

کرنا انتہائی بے وقوفی ہے اور جو مرد عورتوں کو اس نظریہ کی طرف لانے کی کوشش کرتے ہیں وہ صرف اپنی خواہشات کو حاصل کرنے کے لئے ان کی بھولی بھالی عقلوں سے نا جائز فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں اور جو عورتیں اس دام میں پھنس کر اس غلط نظریہ کو اپنی آزادی کا پیش خیمہ سمجھتی ہیں اُنہیں صرف دھوکہ ہی ہوتا ہے۔

لہٰذا مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کو انکے جائز اور اسلامی حقوق سے محروم نہ کریں اور انہیں اپنی شرعی حدود میں رکھ کر اُنہیں انکے فرائضِ نسوانی سے روشناس کرائیں، مردوں کا عورتوں پر بے جا تشدّد اور نا قابلِ برداشت رویّہ ان کو خدا اور رسول کے احکام سے باغی بناتا ہے مرد کیوں کہ بہت سے اُمورِ خانہ داری سے فارغ ہوتا ہے اس لئے اگر جسمانی قوّت اور مالی وسعت اسے اجازت دے تو ایک سے زیادہ بیویاں کرسکتا ہے جن کی حد چار تلک ہے بشرطیکہ وہ اپنے عادلانہ رویّہ سے ان کی حق تلفی نہ کرے لیکن عورت امورِ خانہ داری اور بال بچوں کی تربیت میں گھر کر اس قدر مشغول الذمہ ہو جاتی ہے کہ وہ صرف ایک ہی مرد کی ذمہ داریوں کا بوجھ بمشکل اُٹھا سکتی ہے لہٰذا اس کے لئے بیک وقت صرف ایک ہی مرد سے نکاح کرنے کی پابندی ہے تو مرد کیلئے متعدد ازواج کا جواز اور عورت کے لئے صرف ایک مرد کی پابندی ایک فطری تقسیم ہے اس کو مرد کی آزادی اور عورت کی قید سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا اگر وسیع نظر سے دیکھا جائے اور عورت و مرد دونوں کے فرائض کا جائزہ لیا جائے تو ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آزاد ہے اور اگر فرائض و ذمّہ داریوں کو بالائے طاق رکھ دیا جائے تو دونوں مقید ہیں۔

اگر عورت کے لئے یہی قید ہے کہ وہ صرف ایک مرد سے نکاح کرسکتی ہے تو کیا مرد اس امر کا مقید نہیں کہ وہ عورت کیلئے تمام لوازماتِ زندگی مہیّا کرے۔

جہاں مرد ایک نکاح کی قید سے آزاد ہے وہاں عورت اپنے لوازماتِ زندگی کی فکر سے آزاد ہے۔

اگرعورت کیلئے بچوں کی پرورش کی قید ہےتو مرد پرتمام تر اخراجات کی ادائیگی کی قید ہے۔

اگرعورت پر پردے کی پابندی ہےتو مرد پرعورت کے لئے مناسب مکان ورہائش کا بندوبست اور پردہ داری کے جملہ اسباب کی فراہمی کی پابندی ہے۔

لہذا عورت کی پابندی عورت کی شان کے مطابق ہے اور مرد کی پابندی مرد کے رُتبہ کے مطابق ہے اور دونوں پابندیاں اپنے اپنے مقام پر موزوں ہیں جو پابندی عورت پر عائد ہے اس سے مراد آزادی ہے اور جو قید مرد کے لئے ہے اس سے عورت کو آزادی حاصل ہے۔

عورت چونکہ صرف اپنی پابندی کو مدِّ نظر رکھتی ہے اور مرد کی پابندیوں کا اُسے احساس نہیں ہوتا ہے اس لئے وہ یہ سمجھتی ہے کہ مرد آزاد ہیں اور اس کے برخلاف مرد عورتوں کو آزاد سمجھتے ہیں لہذا عورتیں اپنے حدود پھلانگ کر مردوں کے فرائض سنبھالنے میں خوشی محسوس کرتی ہیں اور مرد اپنے فرائض کو بارِ خاطر قرار دیکر عورتوں کے نام نہاد نظریہ آزادی کی تائید کرتے ہیں کیوں کہ اس میں ان کو دو فائدے نظر آتے ہیں ایک عورت کے اپنے اخراجات سنبھال لینا ان کے لئے غنیمت ہوتا ہے اور جذبہ شہوانیت کی تسکین اس سے اچھی طرح ہوتی ہے، بہر کیف عورت کے لئے یہ نام نہاد آزادی صرف عورت ہی کیلئے قید در قید ہے کیوں کہ اُمورِ خانہ داری اور بچوں کی نگہداری کا بوجھ تو ویسے کا ویسا ان کے سر رہتا ہے اور مزید برآں جو اخراجات مرد پر عائد تھے وہ بھی اب ان پر آجاتے ہیں۔

لہذا خدا کا قانون وہ قانون ہے جس کو تا قیامت غلط ثابت نہیں کیا جاسکتا اور قرآن مجید میں خدا نے مردوں اور عورتوں کو اپنی اپنی حدود میں پابند رہنے کا حکم دیا ہے وہی دونوں کی دنیا وآخرت کی کامیابی و بھلائی کی ضامن ہے۔ (تفسیر انوار النجف ج ۳ ص ۶۲)

حضرت علی (علیہ السلام) کا اجتماعی زندگی کے بارے میں ارشاد

حضرت معاشرتی زندگی کے اصول کو یوں بیان کرتے ہیں: "ایّھا النّاس انّہ لا یستغنی الرّجل و ان کان ذامال عن عشیرته و دفاعھم عنه با یدیھم وا لسنتھم وھم اعظم النا س حیطةً من ورا ئه و المّھم لشیعته وا عطفھم علیه عند نا زلةٍ اذا انزلت به ولسان الصّدق یجعله الله للمرء فی الناس خیر له من المال یرثه غیره الا لا یعدلنّ احدکم عن القرابة یریٰ بھا الخصاصة ان یسدّھا با الذی لا یزیده ان امسکه ولا ینقصھان اھلکه ومن یقبض یده عن عشیرته فا نّه تقبض منه عنھم ید واحدو تقبض منھم عنه اید کثیرةٍ و من تلن حاشیته یستدم من قومه المودّةَ "(نہج البلاغہ خ ۸۰)

ترجمہ: "اے لوگوں کوئی شخص بھی اگر چہ وہ مالدار ہو مگر پھر بھی وہ اپنے قبیلہ والوں اوراس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبان سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہوسکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پشت پناہ اوراس کی پریشانیوں کو دور کرنے والے اور مصیبت پڑنے کی صورت میں اسپر شفیق ومہربان ہوتے ہیں اللہ جس شخص کا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو وہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جا تا ہے دیکھو اگر کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ داروں کو فقر وفاقہ میں پائے تو ان کی احتیاج کو اپنی امداد سے دور کرنے میں پہلو تہی نہ کرے جس کے روکنے سے یہ کچھ بڑھ نہ جائے گا اور خرچ کرنے سے اس میں کچھ کمی نہیں آئے گی جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اس کا تو ایک ہاتھ رکتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اس کی مدد سے رک جاتے ہیں جو شخص نرم خو ہو وہ اپنی قوم کی محبت ہمیشہ باقی رکھتا ہے۔

بُری عورتوں کا عذاب

امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد طاہرین کے ذریعہ سے حضرت علی علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں

کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ایک دن میں اور فاطمہ سلام اللہ علیہا پیغمبرِ اسلام ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ شدید گریہ فرما رہے ہیں، ہم نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے گریہ کا کیا سبب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ اے علی جس رات مجھے معراج پر لے جایا گیا تھا تو میں نے وہاں اپنی اُمّت کی عورتوں کو شدید عذاب میں مبتلا پایا، مجھے بہت تعجب ہوا لہٰذا اُسی لمحہ کو یاد کر کے میں رو رہا ہوں کہ کیا میری اُمّت میں ایسی خواتین ہوں گی؟ کیوں کہ میں نے وہاں دیکھا کہ کچھ عورتیں اپنے سر کے بالوں کے بل لٹکی ہوئی ہیں اور اُن کے سر کا بھیجا اُبل رہا ہے اور کچھ عورتوں کو دیکھا کہ جو اپنی زبان کے بل لٹکی ہوئی ہیں اور کھولتا ہوا پانی اُنکے حلق میں ڈالا جا رہا ہے اور کچھ عورتوں کو دیکھا جو اپنی چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں اور کچھ عورتوں کو دیکھا جو اپنے گوشت کو نوچ نوچ کر کھا رہی تھیں اور اُنکے نیچے آگ دہک رہی تھی اور کچھ عورتوں کو دیکھا جن کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور سانپ بچھو اُنپر چھوڑ دیئے گئے تھے جو اُنہیں ڈس رہے تھے اور کچھ عورتوں کو دیکھا جو گونگی اور بہری تھیں اور آتشی تابوت میں اُنہیں اس طرح لے جایا جا رہا تھا کہ اُن کا بھیجا پگل پگل کر اُن کی ناکوں کے نتھنوں سے باہر نکل رہا تھا اور کچھ عورتوں کو دیکھا کہ پیروں کے بل تنور میں لٹکائی گئی تھیں اور کچھ عورتوں کو دیکھا کہ اُنکی شرمگاہوں کو قینچیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا تھا اور کچھ عورتوں کے سر و صورت کو جلایا جا رہا تھا کچھ عوتوں کو دیکھا کہ اُنکے سر سُور اور بدن گدھے کی مانند تھے اور ہزار ہزار بلاؤں میں گرفتار تھیں اور کچھ عوتوں کو دیکھا کہ کُتّے کی شکل کی تھیں اور اُن کی شرمگاہوں سے آگ کو داخل کر کے منہ سے باہر نکالا جا رہا تھا اور اسی حالت میں فرشتے آتشی گرزوں سے اُنکے سر و بدن پر مسلسل مار رہے تھے، فاطمہ سلام اللہ علیہا نے آگے بڑھکر پوچھا: بابا جان اُن کا کردار کیسا تھا جو خدا نے اُنہیں اس طرح کے شدید عذاب میں مبتلا کیا ہوا تھا، پیغمبر اکرم

ﷺ نے فرمایا: جو عورتیں سر کے بالوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں یہ وہ عورتیں تھیں جو اپنے سر کے بالوں کو نامحرم مردوں سے نہیں چھپاتی تھیں اور جو اپنی زبانوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں وہ تھیں جو اپنے شوہروں کو اپنی زبانوں سے اذیت و آزار دیا کرتیں تھیں اور جو اپنی چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں وہ تھیں جو اپنے شوہروں کو اپنے نزدیک آنے سے منع کیا کرتیں تھیں اور جو اپنے پیروں کے بل لٹکی ہوئی تھیں یہ وہ عورتیں تھیں جو اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جایا کرتیں تھیں اور جو اپنے جسم کے گوشت کو نوچ نوچ کر کھا رہی تھیں وہ تھیں جو اپنے بدن کو نا محرموں کو دکھانے کے لئے آرائش کیا کرتیں تھیں اور جن عورتوں کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور سانپ بچھو اُنھیں ڈس رہے تھے یہ وہ تھیں جو نجاست وطہارت کا خیال نہیں رکھتی تھیں اور غسل حیض و جنابت نہیں کیا کرتیں تھیں اور نماز میں کاہلی کیا کرتیں تھیں اور جو عورتیں اندھی بہری اور عذاب میں مبتلا تھیں یہ وہ عورتیں تھیں جو اپنے فعل حرام سے پیدا ہونے والے بچوں کی نسبت اپنے شوہروں کی طرف دیا کرتی تھیں اور جن کے جسم کو قینچی سے کاٹا جا رہا تھا یہ وہ تھیں جو اپنے آپ کو مردوں کے آگے پیش کیا کرتیں تھیں اور جن عورتوں کے سر وصورت کو جلایا جا رہا تھا وہ تھیں جو زنا کار مرد و عورت کے درمیان واسطہ بنتی تھیں اور جن عورتوں کے سر سُور اور بدن گدھے کے سے تھے وہ چغل خور اور جھوٹی عورتیں تھیں اور جن عورتوں کے سر وصورت کُتّے کے سے تھے اور اُنکی شرمگاہ سے آگ گزار کر منہ سے باہر نکالی جا رہی تھی وہ ناچنے گانے بجانے والی تھیں پھر پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: خوش قسمت ہیں وہ خواتین جنکے شوہر اُن سے راضی ہوں اور لعنت ہو اُن خواتین پر جنکے شوہر اُن سے ناراض ہوں۔ (بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۵ ح ۲۴)

غیبت صغریٰ میں امام کے نائبین

امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی غیبتِ صُغراء کے زمانے میں جو افراد آپ کے خاص نائب تھے اور

لوگوں کے پیغامات اور ہدایا وغیرہ امام کی خدمت میں پہنچایا کرتے تھے وہ یہ چار افراد تھے۔

۱۔عثمان بن سعید

۲۔ابوجعفر محمد بن عثمان

۳۔ابوالقاسم حسین ابن روح

۴۔ابوالحسن علی بن محمد سیمری عثمان بن سعید ان کو سب سے پہلے امام علی النقی علیہ السلام کی نیابت ملی پھر امام حسن عسکری علیہ السلام کی نیابت اور پھر امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی نیابت ملی، غیبتِ صُغراء میں امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی طرف سے لوگوں کے سوالوں کے جوابات انہیں کے ذریعہ دیئے جاتے تھے، پھر ان کی وفات کے بعد انکے بیٹے ابوجعفر محمد بن عثمان باپ کی جگہ امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے نائب قرار پائے اور جب ان کا انتقال ہوا تو یہ منصب حسین ابن روح جو کہ نو بخت قبیلے سے تھے اُنہیں ملا اور ان کی وفات کے بعد ابوالحسن علی بن محمد سیمری امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے نائب قرار پائے اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) نے ان کو خصوصی خط لکھا کہ عنقریب تمہاری موت واقع ہونے والی ہے اپنے بعد کسی کو اپنا نائب نہ بنانا کیوں کہ اب ہماری غیبتِ کبریٰ کا زمانہ شروع ہو چکا ہے فی الحال ہمارے ظہور کا امکان نہیں ہے مگر جب حکمِ پروردگار ہوگا۔

البتہ امام کی غیبت صغراء کے زمانے میں آپؑ کے ان چار خاص نائبین کے علاوہ دوسرے نائبین بھی تھے جو شہر کوفہ، اھواز، قم، ری، آذر بائجان نیشاپور اور دوسرے شہروں میں تھے مگر خدمتِ امام میں فقط مذکورہ چار نائب مشرف ہوا کرتے تھے، باقی نائبین ان چار افراد کی خدمت میں حاضر ہوکر لوگوں کے پیغامات اور ھدایا پہنچایا کرتے تھے اور یہ چار افراد اپنے اپنے دور میں وہ پیغامات اور ھدایا امام کی خدمت میں پہنچایا کرتے تھے۔ (کتاب المہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) ص۲۴۲.)

غیبتِ کبریٰ میں امام کے نائبین

امامِ زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی غیبتِ صغراء کے زمانے میں روایتِ امام حسن عسکری علیہ السلام کے تحت جو کہ تقریباً ہر توضیح المسائل کی ابتداء میں ذکر ہوتی ہے کہ مجتہدین اور علماءِ کرام امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی غیبتِ کبریٰ کے زمانے میں اُنکے نائب ہیں۔ (کتاب احتجاج طبرسی ج۲ص۲۶۳.)

وجودِ امام سے فیضیاب ہونے کا طریقہ

امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کی غیبتِ کبریٰ کے زمانے میں آپ کے وجود سے فیضیاب ہونے کیلئے خود حضرت نے یوں ارشاد فرمایا:"وامّا وجہ الانتفاع بی فی غیبتی فکا الانتفاع بـا الشمس اذا غیّبتھا عن الابصار السحاب ،وانّی لامان لا ھل الارض کما انّ النجوم امان لاھل السماء ، فا غلقو ا ابواب السوال عمّا لا یعنیکم،ولا تتکلفوا علم ما قد کفیتم ،واکثروا الدُّعاءَ بتعجیل الفرج،فانّ ذالک فرجکم " (احتجاج طبرسی ج۲ص۱-۴۷۲،بحاالانوارج۵۳ص۱۸۱)

یعنی "میری غیبت میں مجھ سے فیض اُٹھانا اُسی طرح ہے جس طرح لوگ سورج سے فیض اُٹھاتے ہیں جب سورج بادلوں کے سائے میں چلا جاتا ہے میں اہل زمین کیلئے امان کا باعث ہوں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا باعث ہیں لہذا جو باتیں تم لوگوں سے مربوط نہ ہوں اُنکے بارے میں سوال مت کیا کرو اور جو جانتے ہو اُسکے بارے میں مزید اپنے آپ کو زحمت میں نہ ڈالو اور میرے ظہور کے لیئے زیادہ سے زیادہ دُعا کیا کرو کیوں کہ میرے ظہور کرنے میں تمہارے لئے ہی فوائد ہیں".

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مرد وعورت دونوں علیحٰدہ علیحٰدہ خصوصیات کے حامل ہیں اور یہ دونوں بعنوانِ زوجین انسانی معاشرے کی سعادتمند زندگی کا ساز وسامان مہیا کرسکتے ہیں اسی لئے نئے شادی کرنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے طرفِ مقابل کی اخلاقی زندگی کی جانچ پڑتال کرلیں تاکہ آئندہ کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئے۔

عام طور پر مردوں کی یہ عادت ہوا کرتی ہے کہ وہ اپنے کاموں پر قدرت وطاقت رکھنے اور اس کام میں کامیاب ہونے کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے ہیں اس کام کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی مشکلات کو خود تنہائی حل کرنا چاہتے ہیں حتیٰ اپنی ان مشکلات کو اپنی زوجہ تک سے ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں اور اگر کسی مشکل کو ذکر بھی کردیں تو اُسکی جزئیات کے ذکر کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور جن کاموں کو تنہائی انجام دینے پر قدرت رکھتے ہوں اُس میں دوسروں کی مدد لینا مناسب نہیں سمجھتے ہیں لہٰذا خواتین کو چاہیّے کہ جبتک خود شوہر اُن سے اپنی مشکلات کو ذکر نہ کریں اُنکے کاموں میں دخالت کر کے اُنکے مردانہ غرور کو جریحہ دار نہ کریں کہ وہ اپنے اعتماد بنفس کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھیں۔

مرد وعورت کے درمیان ایک اور حسّاس فرق ہے وہ یہ کہ مرد روز مرّہ کی زندگی کی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے بہت جلد کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جبتک اُن مشکلات کے حل کا راستہ نہیں ڈھونڈ لیتا ہے صحیح طریقے سے اپنے اطرافیوں سے گفتگو بھی نہیں کرتا ہے۔

لہٰذا خانہ دار عورتوں کو چاہیّے کہ جب مرد تھکا ہوا گھر آئے تو فوراً اُس سے دن بھر کے مسائل و مشکلات وحالات کو ذکر کرنا شروع نہ کردیں کیوں کہ مرد کا گھر میں آکر اخبار پڑھنا خبریں سُنّا یا ٹیوی میں میچ وغیرہ دیکھنے میں لگ جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے تھکے ہوئے ذہن کو آرام پہنچا رہا ہے اسی لئے اکثر گھریلو جھگڑے انہیں باتوں کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں ہوتے ہیں۔

(روانشناسی ص ۵۸ ’’ دکتر علی رؤف)

خواتین کے احکام

شریعت میں عورتوں کیلئے خاص احکام ہیں جو فقہ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ درج ہیں ہم یہاں پر کتاب کے عنوان اور اختصار کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے چند اہم مسائل کو تحریر کر رہے ہیں

م ۔۴۹۵: عورت نامحرم مرد کے سامنے اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھول سکتی ہے بشرطیکہ اس سے فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اس کا مقصد مردوں کو حرام میں مبتلا کرنا نہ ہو اور عام طور پر فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا موجب نہ بنے ورنہ (اگر فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو) محرم مردوں سے بھی پردہ کرنا واجب ہوگا۔

م ۔۴۹۶: عورت کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے قدموں کی پشت نامحرم مردوں کے سامنے ظاہر کرے، البتہ اگر نامحرم نہ دیکھ رہا ہو تو نماز کی حالت میں پاؤں کے اوپر اور نیچے کے حصہ کو ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

م ۔۴۹۷: عورتوں کیلئے آنکھوں میں سرمہ لگانا اور انگوٹھی پہننا جائز ہے بشرطیکہ اس کا مقصد مردوں کے جذبات کو اُبھارنا نہ ہو اور فعلِ حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے ورنہ محرموں سے بھی پردہ کرنا واجب ہوگا۔

م ۔۴۹۸: عورت خوشبو لگا کر اپنے گھر سے باہر جا سکتی ہے بشرطیکہ اس کی وجہ سے اجنبی مرد کے جذبات برانگیختہ نہ ہوتے ہوں اور اس کا مقصد بھی یہ نہ ہو۔ (کیوں کہ ایسی صورت میں اس کا یہ خوشبو لگا کر باہر جانا حرام ہو جائے گا)

م ۔۴۹۹: عورت اجنبی ڈرائیور کے ساتھ اکیلی گاڑی میں سفر کر سکتی ہے بشرطیکہ کسی فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

م۔۵۰۰: عورت کیلئے اپنی شرمگاہ کو اتنا چھیڑنا جائز نہیں کہ اس کی لذت اوج تک پہنچ جائے اور انزالِ منی ہو جائے اور اگر اس سے اس کی لذت اوج تک پہنچ جائے اور انزالِ منی ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے اور وضو کی جگہ اسی غسل پر اکتفاء کرسکتی ہے۔

م۔۵۰۲: ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے کو دودھ ضرور پلائے چنانچہ حدیث میں ہے: ''مَامِن لَبَنٍ رَضَعَ بِهِ الصَبِیُّ اَعظَمُ بَرَکَةٍعَلَیهِ مِن لَبَنِ اُمِّهِ''

ترجمہ: بچے کے لئے اپنی ماں کے دودھ سے زیادہ بابرکت کوئی اور دودھ نہیں۔

بچے کو اکیس ماہ دودھ پلانا چاہیے اور اس سے کم نہیں پلانا چاہیے۔ اسی طرح دوسال سے زیادہ عرصہ بھی نہیں پلانا چاہیے اور اگر والدین باہمی رضامندی سے دوسال سے پہلے دودھ چھڑانا چاہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

م۵۰۳: عورت کے لئے مستحب ہے کہ وہ شوہر کی جنسی ضرورت کو پورا کرنے کے علاوہ بھی اس کی گھریلو خدمت کرتی رہے مثال کے طور پر گھر کا کھانا پکائے، کپڑے سی دے، گھر کی صفائی کرے اور کپڑے وغیرہ دھو کر دے، اگرچہ (جنسی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ) یہ سارے کام عورت پر واجب نہیں بلکہ مستحب ہیں۔

م۔۵۰۴: اجنبی عورت کی آواز سننا جائز ہے بشرطیکہ لذت وشہوت کی نیت سے نہ ہو اور فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا بھی خطرہ نہ ہو، اسی طرح عورت کیلئے بھی جائز ہے کہ وہ اپنی آواز اجنبی مردوں کو سنا سکتی ہے مگر یہ کہ فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو (اس صورت میں جائز نہیں) البتہ عورت کے لئے اپنی آواز کو اس طرح دلکش اور خوبصورت بنانا جائز نہیں کہ سننے والے کیلئے عام طور پر ہیجان آور ہو اگرچہ سننے والی عورتیں ہی کیوں نہ ہوں۔

م۵۰۵: اگر عورت کسی بیماری کا علاج کرانے پر مجبور ہو اور مرد ڈاکٹر ہی تجربہ کار مل رہا ہو تو اسے

دکھانے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اگر اسے صرف دیکھنے سے علاج ممکن ہو تو اسے ہاتھ نہ لگائے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج ممکن ہو تو دیکھنا جائز نہیں۔

چند سوال اور انکے جواب

سوال نمبر ا۔ شہوت کی نیت سے عورت کا عورت کو گلے لگانا، اس کا بوسہ لینے وغیرہ کا کیا حکم ہے اور اگر معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ سارے اعمال حرام ہیں اگرچہ ان کے درجات مختلف ہیں۔

سوال نمبر ۲۔ اکثر اوقات خواتین اپنے مخصوص مسائل مرد عالم سے پوچھنے کی طرف محتاج ہوتی ہیں کیا یہ خواتین اُنکے سامنے اپنے مسائل کھل کر بیان کرسکتی ہیں اور کیا مرد عالم بھی ان کے مسائل کا کھل کر جواب دے سکتا ہے؟

جواب: عورت کیلئے اپنے مسائل کے پوچھنے اور مرد عالم کیلئے جواب دینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان دونوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ صدقِ نیت، پاکدامنی اور شرم وحیا کا خیال رکھیں اور ایسی چیزوں کے ناموں کی تصریح کرنے سے اجتناب کریں جن کی تصریح قبیح اور ناپسند سمجھی جاتی ہے۔

سوال ۳۔ بعض خواتین ایامِ حج میں ماہواری کو روکنے کی غرض سے دوائیاں استعمال کرتی ہیں اور جب ماہواری کے دن آجاتے ہیں تو خاتون کا خون رُک رُک کر آتا ہے کیا ایسی خاتون پر حیض والے احکام لاگو ہوں گے؟

جواب: اگر خاتون کا خون رُک رُک کر آئے اور تین دن تلک مسلسل نہ آئے حتی کہ کچھ خون کے خارج ہونے کے بعد شرمگاہ کے اندرونی حصے میں بھی تین دن مسلسل نہ رہے تو ایسے خون پر حیض والے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔

سوال۴۔حجاب میں کانوں اور ٹُھڈّی کا کیا حکم ہے کیا عورت پر ان کا بھی چھپانا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: چہرہ کانوں کو شامل نہیں لہذا انہیں تو چھپانا واجب ہے، ٹُھڈی کیوں کہ چہرے کا حصہ شمار ہوتی ہے لہذا اسے چھپانا واجب نہیں ہے۔

سوال۵۔کیا ان نامحرم عمر رسیدہ خواتین سے ہاتھ ملانا جائز ہے جو کسی نکاح کی خواہش نہیں رکھتی ہوں؟ اور کس عمر کی خواتین پر یہ حکم صادق آتا ہے؟

جواب: بغیر ضرورت اور مجبوری کے کسی بھی عمر کی نامحرم عورت کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اور عمر رسیدہ خواتین (جنہیں پردے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے) کی سن وسال کے لحاظ سے کوئی حد بندی نہیں ہے، بلکہ اس سلسلے میں بعض عورتیں بعض دیگر عورتوں سے مختلف ہوتی ہیں اور اس کا دارومدار وہی ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے یعنی زیادہ عمر کی وجہ سے ان میں نکاح کی خواہش اور رُجحان نہ رہے۔

سوال٦۔اگر کسی ملک میں نقاب پہننا اَنگُشت نمائی اور بدنامی شمار ہو رہا ہو تو کیا اس کا اُتارنا واجب ہے؟

جواب: نقاب کا اُتارنا واجب تو نہیں ہاں اگر نقاب کا پہننا عام لوگوں کے نزدیک باعثِ توہین اور تحقیر سمجھا جائے اور اس ملک کے تمام لوگوں کے نزدیک ایک بُرا عمل سمجھا جائے اور بدنام لباس شمار ہو رہا ہو تو نہ پہنا جائے۔

سوال نمبر ۷۔لیڈیز بیوٹی پارلر پر مومنہ خاتون کا کام کرنا کیسا ہے جبکہ وہاں ایسی بھی خواتین آتی ہوں جو آرائش کے بعد نامحرم مردوں کے سامنے جاتی ہوں؟

جواب: اگر یہ عمل بُرائی کی ترویج اور اس کو عام کرنے میں شمار ہو رہا ہو تو جائز نہیں ہوگا مگر عام

طور پر اس طرح کے عنوان کا صدق آنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۸۔ جو عورت چہرے کا پردہ نہیں کرتی کیا وہ چہرے اور ابروؤں وغیرہ کی بناوٹ اور ہلکا سا پاؤڈر لگا سکتی ہے؟

جواب: بشرطیکہ فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور چہرے کو ظاہر کرنے کا مقصد بھی نہ ہو کہ اس پر نامحرم مرد کی نظر پڑ سکتی ہے لیکن بناوء سنگھار کی غرض سے سرخی پاؤڈر وغیرہ لگانے کے بعد چہرے کو چھپانا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۹۔ کیا عورت کا عورتوں کی محفل میں اپنے بالوں کو رنگ کر کے جانا کیسا ہے؟

جواب: اگر رنگ کرنے کا مقصد صرف زینت ہو تو کوئی حرج نہیں صرف کسی کو دھوکا دینا مقصود نہ ہو مثلاً عیب کو چھپانا یا سن وسال کا چھپانا وغیرہ۔

سوال نمبر ۱۰۔ اگر کوئی عورت اپنے اصلی بال چھپانے کے لئے اپنے سر پر مصنوعی بال لگائے جن سے اس کے اصلی بال چھپ جائیں تو کیا اپنے اصلی حلیہ کے برعکس اس حلیہ کو زینت کی نیت سے ظاہر کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کیلئے مصنوعی بال لگوانا جائز ہے لیکن یہ زینت ہے جسے نامحرم مردوں سے چھپانا واجب ہے۔

سوال نمبر ۱۱۔ کیا جوان خواتین وہ جوراب استعمال کر سکتی ہیں جو جلد کے ہم رنگ ہوتے ہیں اور پنڈلی کی خوبصورتی کا باعث بنتی ہے؟

جواب: اس قسم کے جوراب کا پہننا تو جائز ہے لیکن اگر یہ لباس میں زینت شمار ہو رہا ہو تو اسے نامحرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۱۲۔ کیا عورت ایسا جوراب پہن سکتی ہے جس سے پردہ تو ہوتا ہے مگر عضو کو نمایاں کر دیتا

ہے؟

جواب: اس طرح کے جوراب کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال نمبر ۱۳۔ مسلمان عورت کا ایسی کلینک میں کام کرنا جس میں مسلمان وغیرِ مسلمان مردوں کو ہاتھ لگانا پڑتا ہے کیسا ہے؟ جبکہ یہ اس ملازمت کے کرنے پر مجبور بھی ہو اور کیا مسلم وغیرِ مسلم مردوں کے جسموں پر ہاتھ لگانے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کیلئے نامحرم مرد کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں چاہے وہ مرد مسلمان ہو یا غیرِ مسلم۔ مگر یہ کہ اس کا یہ ملازمت کرنا اس قدر ناگزیر ہو کہ جس کی وجہ سے حرام، حرام نہ رہے۔

سوال نمبر ۱۴۔ کیا عورت ایڑی والی سینڈل یا جوتا پہن سکتی ہے جن کے زمین پر لگنے اور ٹک ٹک کی آواز سے دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے؟

جواب: اگر ایسے جوتے اور سینڈل کے پہننے کا مقصد نامحرم مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے ہو یا جو عام طور پر فعلِ حرام میں مبتلا کرنے کا باعث ہوتا ہے تو جائز نہیں ہوگا۔

سوال نمبر ۱۵۔ عورت کیلئے زینت والی انگوٹھی اور چوڑیوں اور ہار کا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے بشرطیکہ ان کا پہننا زینت میں شمار نہ ہو رہا ہو کہ اسکی طرف حرام نگاہ سے دیکھا جائے اور اسکی وجہ سے حرام میں مبتلا ہونے کا بھی خطرہ نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۶۔ جن خواتین کے بال گرتے ہیں ان کا علاج کی نیت سے مرد ڈاکٹر کو بال دکھانا کیسا ہے؟ چاہے بالوں کا گرنا اس کے لئے باعثِ زحمت وتکلیف ہو یا نہ ہو بلکہ صرف آرائش کا یہ تقاضیٰ ہو؟

جواب: اگر بال گرنے میں ناقابلِ برداشت زحمت وتکلیف ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۷۔ کیا عورتیں ایسے تعلیمی ادارات میں داخلہ لے سکتی ہیں جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے جن

میں بعض طلباء وطالبات کی روش آزادانہ ہے اور وہ اخلاقی رفتار کے پابند بھی نہ ہوں؟

جواب: ایسے حالات میں اگر خود خاتون کو یقین ہو کہ اس کا دین محفوظ رہے گا، حجاب سمیت دیگر شرعی فرائض کی پابند رہ سکے گی اور حرام نگاہ اور نامحرم سے مس ہونے سے اجتناب کر سکے گی اور اس بگڑے ہوئے ماحول سے متاثر نہیں ہوگی تو داخلہ لینے میں کوئی حرج نہیں ورنہ جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۸۔ ٹیوی میں براہ راست آنے والے کھیل جن میں نامحرم مردوں کا جسم نظر آتا ہے دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: احتیاطِ واجب کی بنا پر عورت اس طرح سے بھی نامحرم مرد کے جسم کو نہ دیکھے سوائے سر اور ،دونوں ہاتھوں ،دونوں پیروں اور دیگر ایسے اعضاء کے جن کا مسلمانوں کی عام سیرت کے مطابق چھپانے کی پابندی نہیں کی جاتی ہے۔

سوال نمبر ۱۹۔ کیا خواتین ان نامحرم مردوں کے جسم کو دیکھ سکتی ہیں جو عزاداری کے دوران اپنا لباس اُتار دیتے ہیں؟

جواب: احتیاطِ واجب کی بنا پر اسے بھی نہیں دیکھنا چاہیّے۔

سوال نمبر ۲۰۔ اگر کسی فیملی میں رضا کارانہ طور پر کسی بچی کو پالا گیا ہو اور اب وہ بچی سنِّ بلوغ کو پہنچ گئی ہو تو کیا اس بچی پر واجب ہے کہ اس گھر کے تمام مردوں سے پردہ کرے اور اس گھر کے مردوں پر بھی واجب ہے کہ اس کے بالوں کو بھی نہ دیکھیں اور اس کے جسم کو بھی ہاتھ نہ لگائیں؟

جواب: جی ہاں یہ سب ضروری ہیں اور اس میں اُستاد و دیگر نامحرم مردوں میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ (وما توفیقی الاّ باللہ العظیم)

فہرست منابع

۱۔قرآن
۲۔نہج البلاغہ
۳۔بحارالانوار
۴۔اثباتُ الھُدیٰ
۵۔بیت الاحزان
۶۔احتجاج طبرسیؒ
۷۔الجمل (شیخ مفیدؒ)
۸۔الفصول المہمّہ
۹۔کمال الدّین
۱۰۔الغیبۃ (شیخ طوسیؒ)
۱۱۔مجمع الزوائد
۱۲۔احادیث الامام المھدی (عج)
۱۳۔معجم الامام المھدی (عج)
۱۴۔فردوس الاخبار
۱۵۔سفینۃ البحار
۱۶۔ریاحین الشریعہ
۱۷۔بیان الائمۃ
۱۸۔اسدالغابہ
۱۹۔مغازی واقدی
۲۰۔قاموس الرّجال
۲۱۔تنقیح المقال
۲۲۔جامع الرواۃ
۲۳۔رجال (شیخ طوسیؒ)
۲۴۔الاختصاص (...)
۲۵۔اعلاءالوراء
۲۶۔منتخب الاثر
۲۷۔صحیح مسلم
۲۸۔وسائل الشیعہ
۲۹۔نقش زنانِ مسلمان در جنگ
۳۰۔ملاقات بانوان با امام زمان (عج)
۳۱۔الفتاویٰ الحدیثۃ (ابن حجر ہیثمی)
۳۲۔ملاحم فتن (سید ابن طاووسؒ)
۳۳۔شیفتگانِ حضرتِ مھدی (عج)
۳۴۔تجلّی گاہِ امام عصر (عج)
۳۵۔ملاقات با امام عصر (عج)
۳۶۔منتہی الآمال
۲۷۔غیبۃ نعمانی
۳۸۔تحف العقول

۳۹۔المحجۃ البیضاء ۴۰۔اصول کافی

۴۱۔ینابیع المودّہ ۴۲۔الزام الناصب

۴۳۔مہج الدّعوات ۴۴۔صحیفۃ المہدی (عج)

۴۵۔سرمایہ سخن ۴۶۔مکارم الاخلاق

۴۷۔تفسیر موضوعی ۴۸۔تفسیر انوار النجف ۴۹۔جدید فقھی مسائل